

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَصْحَابِكَ سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ

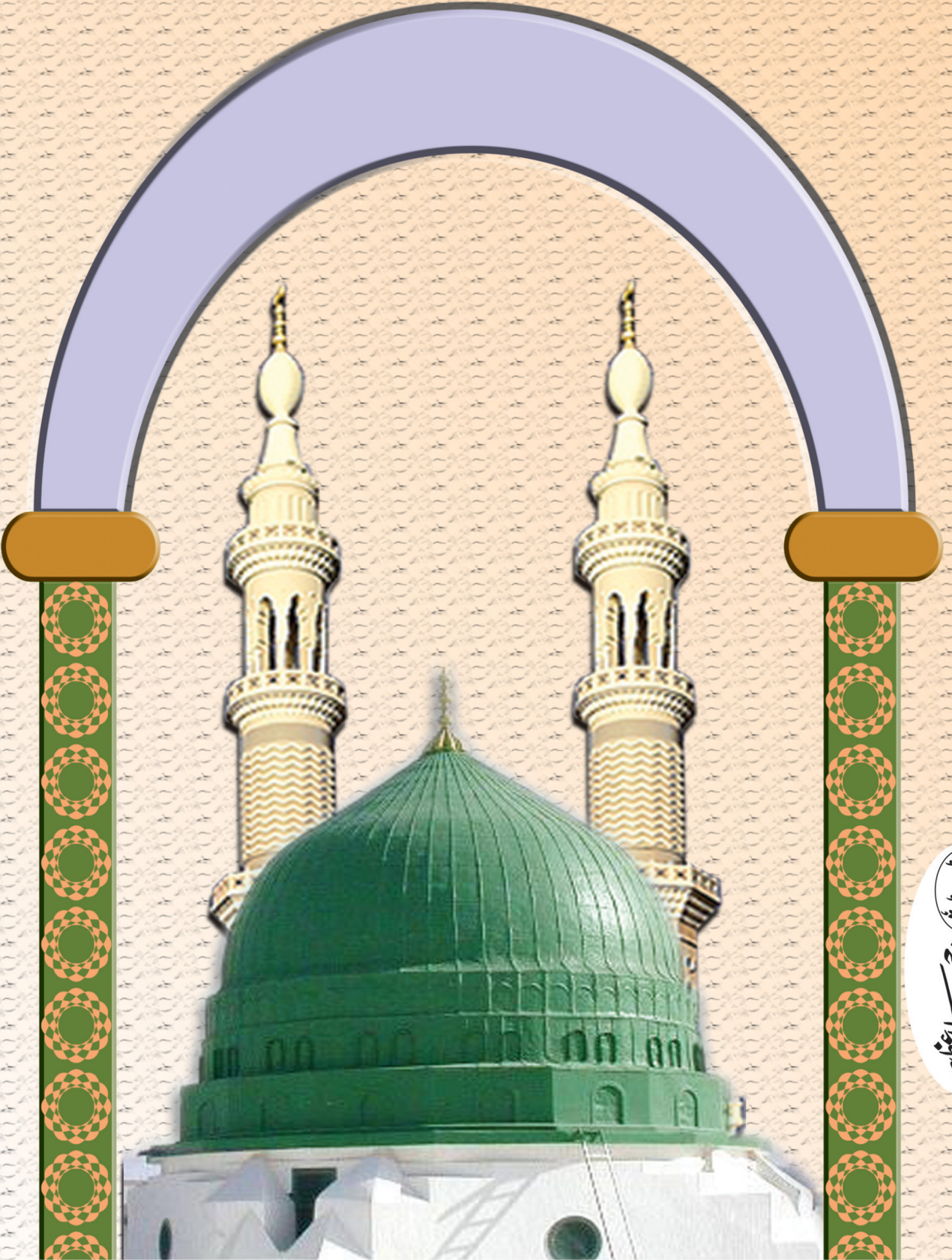
مَجَلَّتْ  
بِكَمَالِهَا

اِحْلَاسُ

چیف ایڈیٹر محمد مسعود قادری

INTERNATIONAL

جمادی الاول 1432ھ بمطابق اپریل 2011ء



ایڈیٹر  
محمد مسعود قادری



# حمد و نعت

ذکر خدا سے ہے سر شاری	اے کاش! ہو حضور کا دربار سامنے
دم دم کیف و سرور ہے طاری	یوں کر سکوں میں درد کا اظہار سامنے
حمد کے موتی میں نے ڈھونڈے	جلوہ نما تو آج بھی ہوتے ہیں وہ مگر
کی ہے قلم نے شکرِ کاری	آئے تو کوئی طالب دیدار سامنے
واحد رحیم ہے قادرِ مطلق	کیسے بھٹک سکے گا کوئی سیدھی راہ سے
رہ کریم وہ خالق وباری	ہے جب رسولِ پاک کا کردار سامنے
شاہ و گدا، درویش تو گھر	اللہ بخش دے گا خطائیں بھی بے شمار
سب پہ کرم کی بارش جاری	عصیاں کا پہلے کیجئے اقرار سامنے
اک اک سانس ہے اس کی امانت	بارغِ اِرم کی آرزو دل میں نہیں میرے
عالم خواب ہو یا بیداری	طیبہ کے اب ہیں کوچہ و بازار سامنے
اس کی حفیظؔ ثنا میں لکھوں	رہ کریم سے یہ دُعا ہے حفیظؔ کی
کب ہے ہمت کب ہے یاری	وقتِ نزع ہوں احمدِ مختار سامنے

محمد حفیظ نقشبندی مجددی

اپریل 2011ء

3

ماہنامہ اہلسنت گجرات

# اپریل فول

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

مغربی تہذیب کی دلدادہ مسلم قوم غیر شعوری طور پر اپنے آپ کو مغربی رنگ میں رنگی جا رہی ہے حالانکہ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ: ”اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھاؤ کہ اس سے بہتر رنگ اور کس کا ہو سکتا ہے۔“

لیکن اسلامی تعلیمات سے دوری نے ہمیں عقل و خرد سے بیگانہ بنادیا ہے، نوجوان نسل ویلنٹائن ڈے منائی نظر آتی ہے تو کبھی پٹی نیو ایئر کے نام پر ڈانس تقریبات میں اپنی راتوں کو رنگین کرتی ہے۔ ان تہواروں میں ایک اور اضافہ اپریل فول کا بھی ہے۔ جس کی تاریخی حیثیت سے تو کوئی واقف نہیں لیکن اس کا منانا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ سولہویں صدی عیسوی تک فرانس میں نیا انگریزی سال اپریل کی پہلی تاریخ کو شروع ہوا کرتا تھا اور نئے سال کے استقبال کیلئے لوگ مختلف تقریبات کا اہتمام کرتے۔ 1564ء میں POPE BERGORY عیسائی دنیا میں ایک نئے کیلنڈر کو متعارف کروایا جس میں نیا سال یکم جنوری سے شروع ہوتا تھا۔

چنانچہ 1645ء میں فرانس کے حکمران شایل نہم نے اپریل کی بجائے جنوری سے سال شروع کرنے کا حکم دیا لیکن کچھ لوگ ایسے تھے جن تک یہ اعلان نہ پہنچ سکا یا انہوں نے اس تبدیلی کا یقین نہ کیا۔

چنانچہ انہوں نے سابقہ روایات کے مطابق اپریل کی پہلی تاریخ کو نیا سال منانے کا اہتمام کیا جبکہ دیگر لوگوں نے انہیں تماشہ بناتے ہوئے ان سے دل لگی کی اور انہیں Aprilfools یعنی اپریل کے بیوقوفوں کے نام سے پکارا اور ان کی جانب مختلف پیغامات بھی ارسال کئے اس سے یہ سلسلہ چل نکلا کہ ہر سال یکم اپریل کو لوگوں کو بے وقوف بنایا جانے لگا فرانس میں آجکل اپریل فول Pissong April یعنی اپریل کی مچھلی سے پکارا جاتا ہے اور فرانسیسی بچے کاغذ کی مچھلیاں اپنے دوستوں کے پیچھے چپکا کر انہیں بے وقوف بناتے ہیں۔

امریکی اپریل کی پہلی تاریخ کو اپنے دوستوں کو مختلف انداز سے دھوکہ دے کر انہیں بے وقوف بناتے ہیں۔

اپریل فول ایک ایسا غیر مسلم تہوار ہے جس کی بنیاد ہی جھوٹ پر مبنی ہے یعنی جھوٹ بول کر دوسرے کو احمق ثابت کرنا، اور ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث ہمیں اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ ہمارے مذہب میں جھوٹ سے بڑھ کر خطرناک چیز کوئی نہیں۔

ابوداؤد کی ایک حدیث مبارک میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اس شخص کیلئے ہلاکت ہے جو جھوٹی باتیں کرتا ہے تاکہ لوگوں کو ہنسائے ہاں اس کیلئے ہلاکت ہے اس کیلئے ہلاکت ہے۔“

یہ احادیث مبارکہ اس بات کو روز روشن کی طرح واضح کرتی ہیں کہ اپریل فول جیسی فحش رسم کی ہمارے مذہب میں کوئی گنجائش یا جگہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایمان سے بھرپور زندگی عطا فرمائے اور دین کی سمجھ بوجھ عطا کرے۔ (آمین)

بمکرہ فواحش دفع

# گانا حرام ہے

”اور (اے ابلیس) گرا لے ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے۔“ (۳)

(اس سے مراد گانا اور مزامیر ہیں ملاحظہ کریں ”تفسیر ابن کثیر“ ج: ۳، ص: ۵۶)

”تفسیر جلالین“ میں ہے:

”بَدْعَايِكَ بِالْفَنَاءِ وَالْمَزَامِيرِ وَكُلِّ دَاعٍ إِلَى الْمَعْصِيَةِ.“

”شیطان کی آواز سے مراد گانے، مزامیر اور گناہ کی طرف

لے جانے والی ہر چیز کے ذریعے بلانا ہے۔“ (۴)

احادیث مبارکہ:

”كَانَ إِبْلِيسُ أَوَّلَ مَنْ نَاحَ وَأَوَّلَ مَنْ تَغَنَّى.“

”سب سے پہلے ابلیس نے نوح کیا اور سب سے پہلے اسی

نے گانا گایا۔“ (۵)

”التَّغْنَى حَرَامٌ وَالتَّلَذُّدُ بِهَا كُفْرٌ وَالْجُلُوسُ عَلَيْهَا

فِسْقٌ وَمَعْصِيَةٌ.“

”گانا حرام ہے، اور (حلال جان کر) اس سے لذت لینا

کفر ہے اور (سننے سنانے کیلئے) گانے پر بیٹھنا فسق و فجور اور گناہ

ہے۔“ (۶)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

گانا حرام ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ

اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ.“

”اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں (گانا بجانا) خریدتے ہیں کہ

اللہ کی راہ سے بہکادیں، بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں، ان کیلئے ذلت کا

عذاب ہے۔“ (۱)

عوارف وغیرہ میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے تھے کہ بیشک ہم

نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے:

”أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ التَّغْنَى.“

”کہ آیت میں ابوحدیث سے مراد گانا ہے۔“ (۲)

گانے اور باجے شیطانی آواز ہیں:

”قرآن پاک“ میں ہے:

”وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَضَاعَتْ مِنْهُمْ بَصُوتِكَ.“

۱: ”پ“ ۲، ج: ۱۰

۲: یہی مفہوم دیکھئے ”طبری“ ج: ۲۱، ص: ۱۲ ”تفسیرات احمدیہ“ ص: ۱۰۳ ”ابن کثیر“ ج: ۳، ص: ۲۸۶ ”ابن ابی شیبہ“ ج: ۶، ص: ۳۰۹

”مستدرک“ ج: ۲، ص: ۲۱۱ ”بیہقی“ ج: ۱۰، ص: ۲۲۳

۳: پ: ۱۵، ج: ۷

۴: ”تفسیر جلالین“ ص: ۲۳۵

۵: ”تفسیرات احمدیہ“ ص: ۱۰۱

۶: ”تفسیرات احمدیہ“ ص: ۱۰۱

۳: ”الْغِنَاءُ يُنْبِتُ الْبَفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزُّرْعَ.“

”گانا دل میں منافقت پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اُگاتا ہے۔“ (۱)

۴: حضرت نافع فرماتے ہیں کہ ایک راستہ میں، حضرت ابن عمر رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ تھا۔ پس انہوں نے مزار کی آواز سنی تو اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیں اور راستے سے دوسری جانب دور ہو گئے۔ پھر دور جانے کے بعد مجھ سے فرمایا:

”يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا.“

”اے نافع کیا تم مزار کی کچھ آواز سنتے ہو؟“

میں نے کہا نہیں تو اپنے کانوں سے انگلیاں اٹھائیں۔ فرمایا:

”كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ يَرَاعُ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ.“

”میں رسول پاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا، پس آپ نے بانسری کی آواز سنی تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح کیا، جیسے میں نے کیا۔ حضرت نافع رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت چھوٹا تھا۔“ (۲)

۵: ”فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْإِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدَانِ زِنَاهُمَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخَطْيُ وَالْقَلْبُ يَهْوِي وَيَتَمَنَّى وَيَصْدِقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهُ.“

”آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سنتا ہے اور زبان

کا زنا بولنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور دل خواہش کرتا ہے اور تنہا کرتا ہے، فرج اس کی تصدیق کرتا ہے اور اسے جھوٹا کرتا ہے۔“ (۳)

لہذا گانے باجے، فلمیں، ڈرامے، ٹیلی وژن، دی سی آر، ڈش انٹینا وغیرہ بے حیائی و حرام کاری کا سامان ہے۔“

حضرت فضیل بن عیاض رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”الْغِنَاءُ رُقِيَّةُ الزِّنَا.“

”گانا زنا کا منتر ہے۔“ (۴)

۶: ”مَنْ قَعَدَ إِلَى قَيْنَةٍ يَسْتَمِعُ مِنْهَا صَبَّ اللَّهُ فِي أُذُنِهِ الْأُنْثَى.“

”جو کوئی شخص گانے والی عورت کے پاس بیٹھے، اس سے گانا سنے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کانوں میں (پگھلا ہوا) سیسہ ڈالے گا۔“ (۵)

۷: ”قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ وَأَمَرَنِي رَبِّي بِمَحَقِّ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِيرِ وَالْأَوْفَانِ وَالصُّلْبِ وَأَمَرَ الْجَاهِلِيَّةَ.“

”نبی پاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا اور میرے رب نے مجھے باجوں اور بانسریوں اور بتوں اور صلیبوں اور جاہلیت کے کاموں کو باطل کرنے کا حکم فرمایا۔“ (۶)

۸: ”لَيَكُونَنَّ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحَرَّ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ.“

”ضرور یہ ضرور میری امت میں وہ لوگ ہوں گے جو حلال

۱: ”بیہقی، مشکوٰۃ“ ص: ۴۱۱

۲: ”ابوداؤد“ ج: ۲، ص: ۳۱۸ ”مشکوٰۃ“ ص: ۴۱۱ ”بیہقی“ ج: ۱۰، ص: ۲۲۲ ”حلیۃ الاولیاء“ ج: ۲، ص: ۱۲۹ ”طبرانی صغیر“ ج: ۱، ص: ۱۳

۳: ”مشکوٰۃ“ ص: ۲۰ ”مسلم شریف“ جلد: ۲، ص: ۳۳۱ ”الزَّوْجَارِ“ ج: ۲، ص: ۳ ”اسی مفہوم کی حدیث دیکھئے ”صحیح بخاری“ ج: ۲، ص: ۲۴۲، ۲۴۳

۴: ”صحیح ابن حبان“ ج: ۴، ص: ۲۹۹

۵: ”تفسیرات احمدیہ“ ص: ۶۰۳ ”کنز العمال“ ج: ۱۵، ص: ۲۲۰

۶: ”فتاویٰ رضویہ“ ج: ۱۰

۷: ”مشکوٰۃ“، مسند امام احمد، ج: ۵، ص: ۲۵۷

ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور  
 باجوں کو۔“ (۱)

حضرت ضحاک رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ نے فرمایا:  
 ”اَلْغِنَاءُ مُفْسِدَةٌ لِلْقُلُوبِ وَمُسْخِطَةٌ لِلرَّبِّ.“  
 ”گانا دل کو خراب کرے اور رب تعالیٰ کو ناراض کرے اور  
 ہے۔“ (۲)

مسئلہ سماع: (قوالی)

مزامیر بہر حال حرام ہیں۔ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے  
 مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعات یا تشابہ غیر معتبر ہیں۔ ہدایہ وغیرہ  
 کتب معتبرہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں۔ حضرت سلطان الاولیاء  
 محبوب الہی نظام الحق والدین ”فوائد القوادشرف“ میں فرماتے ہیں:  
 ”مزامیر حرام است یعنی مزامیر حرام ہیں۔“

مولانا فخر الدین رازی خلیفہ سیدنا محبوب الہی رَضِيَ اللہ تعالیٰ  
 عَنْہُ نے خود حضور کے حکم سے رسالہ ”کشف القناع عن اصول السماع“  
 تحریر فرمایا۔ اس میں صاف ارشاد فرمادیا کہ:

”اَمَّا سَمَاعٌ مَشَافِخًا رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ فَبَرِيٌّ عَنْ هَذِهِ  
 التَّهْمَةِ وَهُوَ مُجَرَّدُ صَوْتِ الْقَوَالِ مَعَ الْأَشْعَارِ الْمُشْعِرَةِ.“  
 ”ہمارے مشائخ کرام رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ کا سماع اس  
 مزامیر کے بہتان سے بری ہے۔ وہ صرف قوال کی آواز ہے جو کمال  
 صفت الہی سے خرد دیتے ہیں۔“

سماع کہ بے مزامیر ہو اور مُسَمِّع (سنانے والا) نہ عورت ہونہ  
 مرد (بے ریش، خوبصورت لڑکا) اور مسوع (کلام) نہ فحش، نہ باطل اور  
 سماع (سننے والا) نہ فاسق ہو، نہ شہوت پرست، تو اس کے جواز میں شبہ  
 نہیں۔ قادر یہ چشتیہ سب کے نزدیک جائز ہے، ورنہ سب کے نزدیک  
 ناجائز۔“ (۳)

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے  
 شرم نبی خوف خدا عزوجل یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں  
 (صَلَّى اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

بے پردگی ناجائز ہے:  
 جس کا آئینہ نہ دیکھا مہ و مہرنے  
 اس ردائے نزاحت پہ لاکھوں سلام  
 اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

۱: ”وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ  
 الْأُولَى.“

”اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے  
 اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔“ (۴)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ عورت کو غیر محرم مردوں  
 سے پردہ کرنا فرض ہے اور بغیر عذر شرعی گھر سے نکلنا حرام ہے۔ جب  
 کسی حاجت کیلئے ان کو نکلنا ہو تو باپردہ نکلیں۔

۲: ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ  
 الْمُؤْمِنَاتِ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ.“

”اے نبی (علیک الصلوٰۃ والسلام) اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں  
 اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ  
 پر ڈال لیں۔“ (۵)

حضور نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:  
 ۱: ”الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ.“

”عورت قابل پردہ ہے (چاہئے کہ غیر محرم مردوں سے  
 پوشیدہ رہے) وہ جب گھر سے نکلتی ہے شیطان اسکی طرف نظر اٹھاتا  
 ہے۔“ (۶)

۱: بخاری شریف ج: ۲، ص: ۸۳۷ ”بیہقی“ ج: ۱۰، ص: ۲۲۱ ”مسند الشامیین“ ج: ۱، ص: ۳۳۳ ”تاریخ کبیر“ ج: ۱، ص: ۳۰۴ ”فتح الباری“  
 ج: ۱۰، ص: ۵۱  
 ۲: ”تفسیرات احمدیہ“ ص: ۶۰۳  
 ۳: ”فتاویٰ رضویہ“ ج: ۱۰  
 ۴: ”کنز الایمان“  
 ۵: ج: ۲، ص: ۵ ”کنز الایمان“  
 ۶: ”مصنف ابن ابی شیبہ“ ج: ۲، ص: ۳۸۳ ”مجمع الزوائد“ ج: ۲، ص: ۱۳۵ ”مشکوٰۃ شریف“ ص: ۲۶۹

۲: ”إِيَّاكُمْ وَالذُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الْحَمُولَ قَالَ الْحَمُولُ الْمَوْتُ.“

”تم عورتوں میں داخل ہونے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عورت کے شوہر کے رشتہ دار یعنی عورت کے دیور، جیٹھ وغیرہ کیلئے کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: ”دیور جیٹھ موت ہے یعنی عورت کو دیور، جیٹھ سے پردہ کرنا نہایت ضروری ہے۔“ (۱)

۳: ”لَعَنَ اللَّهُ النَّاطِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ.“

”اللہ تعالیٰ لعنت کرے غیر محرم عورت کو دیکھنے والے پر اور اس بے پردہ عورت پر جو دیکھی جائے۔“ (۲)

علماء فرماتے ہیں خوبصورت امرد کا حکم مثل عورت کے ہے۔ منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دوشیطان ہوتے ہیں اور امرد کے ساتھ ستر (۷۰)۔ (۳)

(امرد، بے ریش خوبصورت لڑکا)

۴: ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ اور ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھیں کہ جلیل القدر نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”إِخْتَجِبَا مِنْهُ.“

”تم دونوں ان صحابی سے پردہ کرلو۔“

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا: ”يَارَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا.“

”کیا وہ تو نابینا نہیں ہیں! وہ ہمیں دیکھتے نہیں۔“

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”أَفْعَمِيَا وَإِنْ أَنْتُمَا لَسْتُمَا تُبْصِرَانِ.“

”کیا تم دونو بھی نابینا ہو، تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟“ (۴)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جیسے مردوں کیلئے عورتوں کو دیکھنا ناجائز ہے ویسے ہی عورتوں کیلئے مردوں کو دیکھنا ناجائز ہے۔

۵: ”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَا عَلِيُّ لَا تُتَّبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ.“

”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

”اے علی! ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ نہ کرو کہ تم کو پہلی نظر ہی جائز ہے دوسری جائز نہیں۔“ (۵)

پہلی نگاہ سے مراد وہ نگاہ ہے جو بغیر قصد اجنبی عورت پر پڑ جائے اور دوسری نگاہ سے مراد دوبارہ اسے قصد دیکھنا ہے اگر پہلی نگاہ بھی جمائے رکھی تو بھی دوسری نگاہ کے حکم میں ہوگی۔

پیر سے پردہ:

پردہ کے باب میں پیر وغیر پیر اجنبی کا حکم یکساں ہے۔ جوان عورت کا چہرہ کھول کر سامنے آنا منع ہے اور بڑھیا کیلئے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضاقتہ نہیں۔ (۶)

۶: ”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَوْ لَمَّةٍ ثُمَّ يَغْضُ بَصَرَهُ إِلَّا أَخَذَتْ اللَّهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوتَهَا.“

”ایسا کوئی مسلم نہیں جو اچانک اجنبی عورت کی خوبیاں پہلی

۱: ”ترمذی“ ج: ۱، ص: ۲۲۲ ”مشکوٰۃ شریف“ ص: ۲۶۸

۲: ”تفسیر مظہری“ ج: ۲، ص: ۳۱۱ ”مشکوٰۃ شریف“ ص: ۲۷۰

۳: ”فتاویٰ رضویہ“ ج: ۱۰

۴: ”ابوداؤد“ ج: ۲، ص: ۲۱۲ ”مشکوٰۃ شریف“ ص: ۲۶۹ ”ترمذی“ ج: ۲، ص: ۱۰۶

۵: ”ترمذی شریف“ ج: ۲، ص: ۱۰۶ ”مشکوٰۃ شریف“ ص: ۲۶۹ ”مجمع الزوائد“ ج: ۲، ص: ۶۲

۶: ”فتاویٰ رضویہ“ ج: ۱۰، ص: ۱۰۲

بار دیکھے تو فوراً اپنی نگاہ نیچی کر لے مگر اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت دیتا ہے جس کی وہ لذت پاتا ہے۔“ (۱)

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فعل شریف:

”وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ وَابْنُ ثَوْبَانَ وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دَفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ قَوْلَ اللَّهِ مَا دَخَلْتُ إِلَّا وَأَنَا مُشْدُودَةٌ عَلَى ثِيَابِي حَيَاءً مِّنْ عُمَرَ.“

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس کمرے میں داخل ہوئی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبور پر انوار میں) جلوہ فرما تھے حالانکہ میں نے کچھ کم کپڑے اوڑھے ہوتے تھے اور میں کہتی تھی کہ وہ میرے شوہر اور (انکے ساتھ) میرے والد ہی تو ہیں۔ جب ان کے ساتھ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن کئے گئے تو اللہ کی قسم میں داخل نہیں ہوئی مگر پورے کپڑے پہن کر (کامل) باپردہ ہو کر (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا کرتے ہوئے۔ انہوں نے تو قبر والے سے پردہ فرمایا تو جو عورت زندہ غیر محرم سے پردہ نہ کرے تو وہ کتنی بے حیا ہوگی۔“ (۲)

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد مبارک:

اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ  
جلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام  
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ:

”أَيُّ شَيْءٍ خَيْرٌ لِلنِّسَاءِ.“

”عورت کیلئے کون سی چیز بہتر ہے۔“

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی سوال سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا:

”قَالَ لَا يَرَيْنَ لِلرِّجَالِ وَلَا يَرَوْنَهُنَّ.“

سیدہ نے فرمایا:

عورتیں غیر مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ہی غیر محرم مرد انہیں دیکھیں۔ یہ جواب جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي.“

”فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔“ (۳)

اور یہ بھی منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گلے سے لگا لیا۔ (۴)

### تصحیح

معزز قارئین! مارچ 2011 کے شمارے میں صفحہ نمبر 40 ”تبصرہ کتب“ کی پہلی سطر میں کمپوزنگ کی غلطی کی وجہ سے ”نام کتاب“ کی ”ب“ رہ گئی۔ تصحیح فرمائیں! مشکوٰۃ

۱: ”احمد، مشکوٰۃ“ ص: ۲۷۰

۲: ”احمد، مشکوٰۃ“ ص: ۱۵۳

۳: ”شہادت نواسۃ سیدالابرار“ ص: ۱۲۹، بحوالہ دارقطنی

۴: ”فتاویٰ رضویہ“ ج: ۱۰



# اتباع رسول ﷺ

”وَقِيلَ الْمُرَادُ نَفِي الْكَمَالِ أَيْ لَا يَكْمُلُ إِيمَانُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يَكُونَ مِثْلُ نَفْسِهِ أَيْ مَا شَتَّهِتَهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ.“  
”اور بعض نے کہا کہ ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ“ میں نفی، کمال ایمان کی نفی ہے۔ پھر حدیث کا ترجمہ ہوگا:

”کہ تم میں سے کوئی ایک بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا میلانِ نفس اور اس کی خواہشات، احکامِ شرعیہ کے مطابق نہیں ہو جائیں۔“

پس اگر اس کی خواہش اور حکمِ شرعی میں موافقت ہو تو اس کو حکمِ شرعی جان کر کرے نہ کہ خواہش اور میلانِ نفس کی بنا پر۔ اور اگر حکمِ شرعی اور خواہش نفسانی میں مخالفت پائے تو خواہش نفسانی، کو چھوڑ کر حکمِ شرعی پر عمل کرے۔

خلاصہ کلام یہ کہ مومن کامل وہ ہے جو شریعت کے احکام کو پسند کرے اور اس کے علاوہ کو نا پسند کرے۔

اور یہ بات یاد رہے کہ ”لما جئت بہ“ حدیث و قرآن کے سارے احکام داخل ہیں، کیونکہ یہ سب رب کی طرف سے آئے۔ الغرض وہ شخص جس کا میلانِ نفس، دلی رغبت اور خواہشات، احکامِ شرعیہ کے مطابق ہوں، اس کی پسندِ شریعت کی پسند کے موافق ہو، جہاں شریعت اس کو کسی کام سے روکے، منع کرے، اس کام سے رُک جائے اگرچہ نفس اس کام کے کرنے پر کتنا ہی زیادہ ابھارے اور جو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط  
”وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ.“

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش میرے لائے ہوئے کے تابع نہ ہو جائے۔“ (۱)

تشریح و توضیح

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ..... لِمَا جِئْتُ بِهِ:  
ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری مندرجہ بالا حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

”يَجُوزُ أَنْ يُحْمَلَ هَذَا عَلَى نَفْيِ أَصْلِ الْإِيمَانِ أَيْ حَتَّى يَكُونَ تَابِعًا مُقْتَدِيًا لِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الشَّرْعِ عَنِ اعْتِقَادٍ لَا عَنْ إِكْرَاهٍ وَخَوْفٍ سَيَفِ كَالْمُنَافِقِينَ.“

”کہ تم میں سے کوئی ایک مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میری لائی ہوئی شریعت کو دل سے قبول کر لے۔ محض مجبور ہو کر یا کسی کے ڈر سے نہیں جیسے منافقین ڈر اور خوف کی بنا پر صرف زبان سے تو شریعت محمدی علی صاحتہا الصلوٰۃ والسلام کا اقرار کر لیتے ہیں لیکن دل سے قبول نہیں کرتے۔“ (۲)

۱: ”مشکوٰۃ شریف“ ص: ۳۰

۲: ”مرقاۃ“ ۲۴۲/۱

شریعت کرنے کا حکم کرے اس کو ہر صورت بجالائے تو ایسا شخص مؤمن کامل کہلائے گا۔ ایسے شخص کا ایمان کامل ہوگا۔

اور جو شخص نبی پاک سرکارِ مدینہ سرورِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو، جمیع احکام شرعیہ کو دل سے پسند نہ کرے، وہ منافق ہے اور اسکی خواہشات دین کے تابع نہ ہوں چاہے موقع خوشی کا ہو یا غمی کا، وہ مؤمن کامل نہیں، اس کا ایمان ناقص ہے۔

حدیث مبارک کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارا چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، معاملات، عبادات، سب کچھ شریعت کے مطابق ہونا چاہئے۔ وہ نظام معاشیات ہو یا نظام حکومت، گھریلو معاملات ہوں یا دیگر باہر کے معاملات، ذاتی، خاندانی معاملات بلکہ مکمل زندگی جب تک شریعت کے تابع ہوگی تب ہم کامل مؤمن کہلائیں گے۔ لیکن اس کے برخلاف اگر ہم اپنی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ہم ہر جگہ اور زندگی کے ہر موڑ پر نقص ایمان کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ عبادات کو دیکھیں تو نماز کو دین کا اہم ترین رکن قرار دیا گیا ہے بلکہ یہاں تک فرمایا گیا:

”مَنْ حَفِظَهَا وَحَافِظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَعَهَا فَهُوَ لَمَّا سَوَّاهَا أَضْيَعُ“

”جس نے نماز کو محفوظ رکھا اور اس کی پابندی کی، اس نے اپنے دین کو محفوظ رکھا، اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا پس وہ باقی کو بدرجہ اولیٰ ضائع کر دے گا۔“

اس کے باوجود ہماری حالت یہ ہے کہ شاید ہی کوئی گھر ایسا ہوگا جس کا ہر فرد پانچ وقتہ نماز کی پابندی کرتا ہو۔ بلکہ اگر ہر گھر سے ایک ایک بھی نمازی بن جائے تو ہماری مساجد نمازیوں سے بھر جائیں اور آباد ہو جائیں۔

☆ نماز اور زکوٰۃ کے بارے میں اللہ رب العزت نے کتنی بار فرمایا:

”اقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ“

”نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو۔“

زکوٰۃ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُوَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَىٰ بِهَا جَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا رُذِّتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَىٰ بَيْنَ الْعِبَادِ“

”جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لئے آگ کے پتھر بنائے جائیں گے اور ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور ان سے اسکی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیئے جائیں گے یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے، یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔“ اس کے باوجود کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کو تیار نہیں اور خواہشات نفسانیہ کی تکمیل میں مال اڑائے جا رہا ہے۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

”لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِكْلَ الرِّبَا وَمُوكَلَّهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدِيهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ“

”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سود لینے والے اور سود دینے والے اور سودی معاملے کو لکھنے والے اور اسکے گواہوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا یہ سارے گناہ میں برابر ہیں۔

اسکے باوجود ہم نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے سود لیتے اور دیتے ہیں اور سود کے بغیر سمجھتے ہیں کہ ہمارے کاروبار ختم ہو جائینگے۔

☆ ادھر چڑا سی سے لے کر صدر تک کوئی رشوت کے بغیر کام کرنے کیلئے تیار نہیں اور ادھر فرمایا گیا:

”الرَّائِشِيُّ وَالْمُرْتَشِيُّ كِلَاهُمَا فِي النَّارِ“

”رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔“

☆ آج مسلمان کا مسلمان سے مال، جان محفوظ نہیں بلکہ دوسروں کو تکلیف و اذیت پہنچانے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں۔

ایسے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنئے:

اللہ۔“

”مَنْ اَذَى مُسْلِمًا فَقَدْ اَذَانِي وَمَنْ اَذَانِي فَقَدْ اَذَى

”وہ ہر کہ سبھانہ را ایذا کرد بس سرانجام کہ

بگیرد اورا۔“ (۱)

”جس نے کسی ایک مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے (صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم) ایذا دی جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔“

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کو ایذا دیتا ہے پس وہ اس قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی گرفت فرمائے۔

خطبہ جمعہ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”قَالَ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا وَتَسْلَقُونَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا قَلَّا تَرْجِعُونَ بَعْدِي ضَلًّا لَا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدُ“

”تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری عزتیں تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے اس شہر میں اس مہینے میں آج کے دن کی حرمت ہے اور عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے تو تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پوچھے گا، خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا اس طرح کہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں، پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو تبلیغ کر دی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پھر آپ نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ تو بھی گواہ ہو جا۔ ☆ آج ٹاگرٹ کلنگ بم دھماکوں، اور خودکش حملوں کے ذریعے وہ مسلمان، مسلمان بھائی کا خون بہا رہا ہے جس کے مذہب کی اصل میں امان، امن و سلامتی داخل ہے بلکہ جسکے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امت کو تبلیغ کرتے ہوئے فرمائیں:

عَنْ قَتِيلِهِ“

”مَنْ قَتَلَ غُصْفُورًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا سَأَلَهُ اللَّهُ

”جسنے چڑیا، یا اس سے چھوٹی چیز کو ناحق قتل کیا اللہ تعالیٰ اس

کے قتل کے بارے میں اس سے سوال کرے گا۔“ (۲)

اور ایک مقام پر امت کو تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا:

”دَخَلَتِ النَّارُ امْرَأَةً فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعَمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ“

ایک عورت شخص ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئی کہ اس نے اسے باندھ دیا اسے نہ کھانا دیا نہ چھوڑا کہ وہ حشرات الارض میں سے کھاتی۔“ (۳)

وہ مذہب جس میں چوری اور دہشتی کو حرام قرار دیا گیا بلکہ حکم فرمایا:

”السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا“

”کراہیے شخص کے ہاتھ قطع کر دو۔“

لیکن اسکے باوجود ملک کے خزانہ سے لے کر مسجد کے لوٹے تک محفوظ نہیں۔

☆ ہمارے تاجروں کی یہ حالت ہے کہ عمداً ایک چیز کو ضرورت ہونے کے باوجود روک کر قیمتیں بڑھنے کا انتظار کرتے ہیں جب کے ارشاد نبوی ہے:

”جو تاجر باہر سے غلہ لا کر فروخت کیا کرے تاکہ شہر کا قحط دور ہو جب مرے گا شہید ہوگا۔“ (۴)

اخلاقی لحاظ سے مسلمان بہت ساری اقوام سے پیچھے رہ گئے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا“

”تم میں سے بہتر وہ ہے جسکے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔“ (۵)

۱: ”اخرجه الطبرانی“ ”فتاویٰ رضویہ“ ۲۱/۱۰

۲: ”مشکوٰۃ“ ۳۵۹

۳: ”صحیح ابن حبان“

۴: ”مرآۃ“ ۴۱۲/۱

۵: ”مشکوٰۃ“ ص: ۴۳۱

☆ ہم اپنے گھروں سے کوڑا کرکٹ نکال کر باہر گلی میں پھینک دیتے ہیں جب کہ فرمان عالی شان ہے:

”نَظَّفُوا الْفَيْتَكُمْ وَلَا تَسْبُّهُوا بِالْيَهُودِ“

اپنے گھروں کی بیرونی زمینوں کو صاف ستھرا رکھو اور یہود سے مشابہت نہ کرو (کہ جب سے ان پر ذلت و مسکنت ڈالی گئی ان کی زمینیں میلی کثیف رہتی ہیں۔ (۲)

☆ اس طرح ہم شادی بیاہ کے موقع پر نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے بہت سے غیر شرعی امور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ مثلاً مردوں کا مہندی لگانا حالانکہ مرد کو تھیلی تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں مہندی لگانا حرام ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے:

”الْحِنَاءُ سُنْتُ لِلنِّسَاءِ وَيُكْرَهُ لِغَيْرِهِنَّ مِنَ الرِّجَالِ أَقُولُ وَالْكِرَاهَةُ تَحْرِيمِيَّةٌ“

☆ ”اسی طرح عورتوں کا باریک چست یا ناکمل لباس پہننا اور اپنے بناؤ سنگار کا اظہار کرنا۔“ (۳)

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي رَجُلٌ يَرْكَبُ عَلَى الشَّرُوحِ كَأَشْبَاهِ الرِّجَالِ وَيَنْزِلُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ نِسَاءً هُمْ كَأَسْيَافٍ عَارِيَّاتٍ عَلَى رُءُوسِهِنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعِجَافِ لَعْنُهُنَّ فَإِنَّهُنَّ مَلْعُونَاتٌ“

”میری امت کے آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے وہ مساجد کے دروازوں پر اتریں گے ان کی عورتیں پہن کر بھی بے لباس ہوں گی ان عورتوں کے سروں پر کمزور اونٹ کے کوبانوں کی طرح کوئی چیز ہوگی ان پر لعنت کرو کیونکہ وہ ملعونہ ہیں۔“ (۴)

ایک اور مقام پر فرمایا کہ:

”لَا يَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُونَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَتُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا أَوْ كَذَا“

”وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ جنت کی خوشبو محسوس کر سکیں گی جب کہ جنت کی خوشبو کتنی ہی دوری سے محسوس کی جائے گی۔“

یہاں تفصیل مقصود نہیں یہ محض چند احکام شمار کرائے گئے ورنہ العیاذ باللہ تمام احکام شرعیہ میں ہی ہم سستی اور خواہش نفس کی پیروی کر کے نقص ایمان کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

ایک مسلمان کو کبھی بھی ہوائے نفس اور خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی نہیں کرنی چاہئے۔

جہانگیر بادشاہ اپنی بی بی نور جہاں کا ایسا عاشق تھا کہ کچھری میں جب تک نور جہاں اندر کھڑکی سے اپنا ہاتھ بادشاہ کی پشت پر نہ رکھتی بادشاہ کا دماغ صحیح نہ رہتا اور کچھری نہ کر سکتا تھا لیکن نور جہاں رافضیہ تھی اس نے ایران سے عبداللہ سوستری کو بلا کر آگرہ کا قاضی بنایا۔ یہ تفسیر شافعی بنا اور قاضی القضاہ کے عہدہ پر رہا اس نے ایک کتاب لکھی ”المصائب والنوائب“ اس میں لکھا ہے:

زمر خویش بیزارم کہ او نام عمر دارد  
یعنی میں اپنی عمر سے بیزار ہوں کہ اس کا نام عمر ہے اس سے تمام شہر میں شور مچ گیا۔ جہانگیر کو خبر ہوئی اس نے بلا کر پوچھا کہ تو نے یہ کیا کیا ہے؟ عبداللہ جانتا تھا کہ جہانگیر نور جہاں کے قبضہ میں ہے صاف صاف کہہ دیا کہ میں رافضی ہوں تھیہ اب تک کر رہا تھا۔ جہانگیر نے کہا کہ اگر تو اپنی عمر ناپاک سے بیزار ہے تو میں بھی نہیں چاہتا کہ تو دنیا میں رہے۔ تلوار اٹھائی قتل کیلئے خود اٹھا۔ نور جہاں نے پیچھے سے دامن کھینچا۔ دامن جھٹک کر چھڑا لیا اور اس کو قتل کر کے نور جہاں سے فرمایا کہ:

”جَانِ مَنْ جَانِ دَاذَةً أَمْ إِيْمَانُ نَدَاذَهُ أَمْ“

”میری جان میں نے تجھے جان دی ہے ایمان نہیں دیا ہے۔“

یارت عطا اسلاف کا جذب دروں کر  
شریک زمرہ لا سخنوا کر  
یارب خرد کی گتھیاں سلجھا چکائیں  
میرے مولا ہمیں صاحب جنوں کر

۱: ”جامع الترمذی“

۲: ”مرقاۃ“

۳: ”مسند امام احمد“ ۲/۲۲۳ ”مستدرک الحاکم“ ۳/۳۶۱

# دارالافتاء

تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤ الدین  
بغوث العلّام المِنْعَام الوُحَّاب

الجواب  
جھوٹی گواہی دینا اکبر الکبائر میں سے ہے۔ قرآن و سنت میں اس پر بڑی وعیدیں آئی ہیں۔ اگر واقعی مدعی غلام رسول نے جھوٹا دعویٰ کیا اور اس کی طرف سے پیش کردہ گواہوں نے بھی واقعی جھوٹی گواہیاں دیں سبھی کبیرہ گناہ کے مرتکب ہو کر اللہ تعالیٰ کے غضب کے حق دار جہنم کے سزاوار ٹھہرے۔  
ارشاد خداوندی ہے:

”فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُفَّاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِئِينَ بِهِ.“  
”بتوں کی نجاست سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو شرک سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے۔“ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:  
”عَدِلْتُ شَهَادَةَ الزُّورِ إِلَّا شَرَاكَ بِاللَّهِ، عَدِلْتُ شَهَادَةَ الزُّورِ إِلَّا شَرَاكَ بِاللَّهِ.“  
”جھوٹی گواہی خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر کی گئی ہے جھوٹی گواہی خدا کے برابر شریک ٹھہرانے کے برابر کی گئی ہے۔“ (۲)  
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:  
”أَلَا أُنَبِّئُكُمْ أَكْبَرَ الْكِبَائِرِ قَوْلَ الزُّورِ أَوْ قَالَ شَهَادَةَ الزُّورِ.“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط  
کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں ہیکر والا میں گاؤں کے دارے پر ایک آدمی غلام رسول ولد نور محمد قوم راجپوت مہاجر نے قبضہ کر لیا ہے۔ گاؤں کے کچھ لوگ اس سے بات کرنے کے لئے گئے تو اُس نے اپنے بلائے ہوئے آدمیوں کے ذریعے گاؤں کے لوگوں کے ساتھ لڑائی کی اور لوگوں کے بازو ٹوٹ گئے۔ پھر اس غلام رسول نے گاؤں کے اکیس آدمیوں پر تھانہ پاٹریا نوالی میں پرچہ درج کرادیا جس میں کچھ ایسے لوگوں کے نام بھی شامل کئے گئے جو ان سے بات کرنے کیلئے جانے والے لوگوں میں شامل نہ تھے۔ یعنی ان پر جھوٹا پرچہ دیا۔ پھر جب پولیس نے تفتیش کی تو واقع ہی کچھ لوگ بے گناہ پرچے میں شامل کئے گئے تھے۔ تو اس تفتیش کی بنا پر S.P منڈی بہاؤ الدین جناب عبدالرب نے غلام رسول اور اس کے ساتھیوں سے کہا کہ اس پرچے میں بے گناہ لوگ بھی شامل ہیں لہذا پرچہ خارج کرنے لگا ہوں۔ تو غلام رسول اور اس کے ساتھیوں میں حفیظ اللہ اور رانا نیا ز علی نے کہا کہ ہم قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر قسم اٹھاتے ہیں کہ یہ لوگ جو پرچہ میں شامل ہیں بے گناہ نہیں۔ لہذا حفیظ اللہ نے مذکورہ طریقہ پر قسم اٹھائی۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ حفیظ اللہ وغیرہ جھوٹے گواہوں کا شرعاً کیا حکم ہے اور آیا ان کی جھوٹی قسم کی بنیاد پر بے گناہ لوگوں کو سزا دی جاسکتی ہے کہ نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں۔

السائل:

رانا مشتاق احمد سردار ہیکر والا

۱: ”القرآن“ سورة الحج، ۲۲، ۳۰، ۳۱

۲: ”سنن ابی داؤد“ باب فی شہادۃ الزور آفتاب عالم پریس لاہور، ۲/۱۵۰ ترمذی، ابی ماجہ



”کیا تمہیں نہ بتاؤں کہ سب کبیروں سے بھی کبیرہ گناہ کونسا ہے، جھوٹی بات یا فرمایا جھوٹی گواہی۔“ (۱)

نیز فرمایا:

”لَنْ تَزُولَ قَدَمَا شَاهِدٍ الزُّورِ حَتَّى يُوجِبَ اللَّهُ النَّارَ.“

”جھوٹی گواہی دینے والا اپنے قدموں سے ہٹے نہیں پاتا کہ اللہ تعالیٰ اس کیلئے جہنم واجب کر دیتا ہے۔“ (۲)

واقعہ مذکورہ میں غلام رسول مدعی ہے جبکہ حفیظ اللہ اور رانا نیاز علی کی حیثیت گواہوں کی ہے گواہوں کی گواہی کو قبول کرنے کیلئے شریعت مطہرہ میں کچھ شرائط ہیں کہ جن میں سے بعض کا پایا جانا ضروری ہے اور بعض کا نہ پایا جانا ضروری ہے یعنی بعض شرطیں وجودی ہیں اور بعض عدلی ہیں۔

چنانچہ ”در مختار“ میں ہے:

”شَرْطُهَا الْعَقْلُ الْكَامِلُ وَالضَّبْطُ وَالْوَلَايَةُ فَيَشْتَرِطُ الْإِسْلَامُ لَوِ الْمُدْعَى عَلَيْهِ مُسْلِمًا وَعَدَمُ قَرَابَةِ وَلَا دَاوَرُ وَجِيَّةٍ أَوْ عَدَاوَةِ ذُنُوبِيَّةٍ أَوْ دَفْعٍ مَغْرَمٍ أَوْ جَرِّ مَغْنَمٍ.“

”شہادت کی یہ شرطیں ہیں گواہ عاقل، بالغ صحیح یادداشت والا اور مدعی علیہ پر ولایت رکھنے والا ہو اگر مدعی علیہ مسلمان ہو تو گواہ کا مسلمان ہونا بھی شرط ہوگا۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ گواہ کو مدعی (مشہودہ) کے ساتھ ولادت یا زوجیت کے اعتبار سے قرابت نہ ہو اور نہ ہی مدعی علیہ کے ساتھ کوئی دنیاوی عداوت ہو، اور اس گواہ کو اس گواہی سے دفع تاوان یا کسی نفع کے حاصل ہونے کی سہولت نہ ہو۔“ (۳)

گواہ میں اگر جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے یا جن شرائط کا نہ پایا جانا ضروری ہے ان میں سے اگر کوئی شرط پائی جائے تو حج یا قاضی ایسے آدمی کی گواہی ہرگز قبول نہ کرے۔ اسی طرح فاسق کی گواہی بھی بالاتفاق مردود ناقابل قبول

ہوتی ہے اور قبول کرنے والا شرعاً مجرم و گناہگار ہوتا ہے۔ پھر حفیظ کا جھوٹ اگر گواہوں سے ثابت ہو تو وہ شرعاً فاسق ہے بایں صورت وہ نہ صرف مردود الشہادۃ ہوگا یعنی اس کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی۔ بلکہ حاکم اسلام حج یا قاضی پر لازم ہے کہ ایسے گواہ کو تحریر لگائے جیسا کہ محدث عبدالرزاق مکحول سے روایت کرتے ہیں:

”إِنَّ عُمَرَ كَتَبَ إِلَى عَمَّالِهِ بِالشَّامِ فِي شَاهِدٍ الزُّورِ يُضْرَبُ أَرْبَعِينَ سَوْطًا وَيُسَخَّمُ وَجْهُهُ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُطَالُ خَبْسُهُ وَفِي رِوَايَةٍ إِنَّ عُمَرَ أَمَرَ بِشَاهِدِ الزُّورِ أَنْ يُسَخَّمُ وَجْهُهُ وَتُلْقَى عِمَامَتُهُ فِي عُنُقِهِ وَيُطَافَ بِهِ فِي الْقَبَائِلِ.“

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام میں اپنے سرکاری افسروں کو ایک جھوٹے گواہ کے بارے میں فرمان جاری کیا کہ اسے ۴۰ دُرے لگائے جائیں اس کا منہ کالا کر دیا جائے اور سر منڈا کر طویل مدت تک اسے قید میں رکھا جائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جھوٹے گواہ کے بارے میں حکم جاری کیا کہ اس کا منہ کالا کر کے اس کا عمامہ کھول کر اس کے گلے میں کپڑا ڈال کر قبال میں گھمایا پھر پایا جائے۔“ (۴)

حضرت امام علاؤ الدین ہسکفی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

”مَنْ ظَهَرَ أَنَّهُ شَهِدَ بِزُورٍ غَزِرَ بِالتَّشْهِيرِ وَعَلَيْهِ الْفُتْوَى وَزَادَا ضَرْبَةً وَخَبْسَةً وَظَاهَرُ كَلَامِهِمْ أَنَّ لِلْقَاضِي أَنْ يُسَخَّمُ وَجْهُهُ إِذَا رَأَاهُ سَيَاسَةً.“

”جس گواہ کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ اس نے جھوٹی گواہی دی ہے تو حج اسے تحریر لگائے بایں طور کہ لوگوں میں مشہور کرادے (کہ یہ جھوٹا آدمی ہے اس سے بچو آئندہ اسے گواہ نہ بتاؤ) اور اسی قول پر فتویٰ ہے صاحبین فرماتے ہیں کہ حج یا قاضی اسے دُرے بھی مارے گا اور اسے قید بھی کر لے فقہاء کرام کے اقوال سے یہ ظاہر

۱: ”صحیح بخاری“ باب ما قیل فی شہادۃ الزور، ۳/۲۱، قدیمی کتب خانہ کراچی، ”مسلم باب الکبائر و اکبرھا“ ۲/۲۴، قدیمی کتب خانہ کراچی

۲: ”سنن ابن ماجہ“ باب شہادۃ الزور، ص: ۱۴۳، ایچ ایم سعید کمپنی

۳: ”کتب الشہادات“

۴: ”باب الشہادۃ“ ۱/۴۲، مکتبہ المصباح

ہوتا ہے کہ قاضی کو اختیار ہے کہ اگر مصلحت دیکھے تو جھوٹی گواہی دینے والے کا منہ کالا کر دے اور اُسے گلی بازاروں میں پھرائے۔“ (۱)

واقعہ مذکورہ میں جھوٹے گواہ خود سزا کے حقدار ہیں ان کی جھوٹی گواہی کی بنیاد پر نہ تو مدعی علیہ کے خلاف فیصلہ کیا جاسکتا ہے نہ ہی کسی کو کسی طرح کی سزا دی جاسکتی ہے۔ فقط۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

### طلاق بابت کے بعد صلح کیلئے حکم شرعی

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ میرے بیٹے نے اپنی زوجہ کو باہمی ناپاکی کی وجہ سے تحریری طور پر ایک طلاق دی، بعد از طلاق صلح نہ ہو سکی حتیٰ کہ اب اس بات کو تقریباً دو سال کا عرصہ ہو گیا ہے، اب دونوں خاندان لڑکی لڑکے کی صلح پر آمادہ ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ صورت مذکورہ بالا میں کون سی طلاق ہوئی اور صلح کیلئے شرعی طریقہ کار کیا ہے؟

نوٹ: طلاق نامہ کی نقل لفِ ہذا ہے البتہ اسکی ضروری عبارت یہاں درج کی جاتی ہے، ملاحظہ ہو:

”من مقرر ہا ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ برضا مندی خود اپنی زوجہ کو طلاق دیکر اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں بعد از مؤثر ہونے طلاق مسماۃ مذکورہ عقد ثانی کر سکتی ہے۔“

اس ایک نوٹس کے علاوہ لڑکے نے نہ کوئی نوٹس لکھوایا اور نہ ہی زبان سے طلاق کا کوئی لفظ بولا۔ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب دیا جائے تاکہ ہم اس کے مطابق عمل کر کے سرخرو ہو سکیں۔

السائل:

عبداللہ، گجرات

بِقَوِّثِ الْعُلَمَاءِ الْمُتَعَمِّمِ الْوَهَّابِ

الجواب:

مذکورہ بالا صورت میں لڑکے نے یہ الفاظ استعمال کئے کہ:

”میں زوجہ کو طلاق دے کر اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا

ہوں۔“

چونکہ منکوحہ عورت طلاق بابت سے زوجیت سے علیحدہ ہوتی ہے، لہذا بر تقدیر صدق، سائل کی زوجہ کو ایک طلاق بابت واقع ہوئی جس کی وجہ سے وہ فوراً خاوند کے نکاح سے نکل گئی۔ اب صلح کیلئے لڑکے، لڑکی کے درمیان باقاعدہ گواہوں کی موجودگی میں نئے حق مہر پر نئے سرے سے نکاح لازم ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔

چنانچہ شیخ الاسلام امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر القرغانی المرغینانی التونی ۵۹۳ھ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رَقْمٌ طراز ہیں:

”اِنْ كَانَ الطَّلَاقُ بَابِنَا دُونَ الثَّلَاثِ فَلَهُ اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا فِي الْعِدَّةِ وَبَعْدَ انْقِصَانِهَا۔“

”اگر طلاق، طلاق بابت ہو اور ہوتین سے کم کم تو خاوند کو اختیار حاصل ہے کہ عدت کے اندر، خواہ بعد از عدت اپنی مطلقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کر لے۔“ (۲)

خیال رہے بعد از نکاح آئندہ لڑکے کے پاس دو طلاقیں کا اختیار باقی ہوگا خدا نخواستہ اس نے دو طلاقیں دے دیں تو لڑکی حرمت غلیظہ کیساتھ اس پر حرام ہو جائے گی۔ پھر بغیر حلالہ صلح کی گنجائش نہ ہوگی۔ فقط۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهُ الْاَكْرَمُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔ کَتَبَ۔۔۔۔۔

نائب مفتی

مفتی محمد عبدالسلام ہاشمی

الجواب صحیح

رئیس دارالافتاء

المفتی محمد اشرف القادری

”الجامعة الاشرفیة“ محلہ علی مسجد گجرات

۱: ”درمختار“ کتاب الشهادات، باب الشهادة علی الشهادة ۲۲۳، ۲۲۲/۸، مکتبہ السبحانیہ کوئٹہ

۲: ”الهدایة الاولین“ کتاب الطلاق باب الرجعة، ۴۰۹/۲، المصباح

# عشقِ مصطفیٰ ﷺ

ہوئے تھے، انہوں نے حبیبِ خدا سید الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں کوئی نازیبا لفظ کہہ دیا تو سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے باپ کے منہ پر مکار کر دانت توڑ دیئے اور پھر جب دربارِ رسالت میں حاضر کر یہ واقعہ سنایا تو باعثِ ایجاد عالم سید العالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

”اے ابوبکر کیا واقعی تو نے ایسے کیا ہے؟“

تو عرض کیا:

”اے میرے آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اس وقت میرے پاس تلوار نہیں تھی ورنہ میں اپنے باپ کا سر قلم کر دیتا۔“

تنبیہ:

سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ اس لئے کیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ گرامی ہے:

”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.“ (او کما قال)

”یعنی اے میری امت تم میں سے کوئی شخص صحیح طور پر مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کے دل میں میری محبت اس کے ماں باپ سے اولاد سے اور سب لوگوں کی محبت سے زیادہ نہ ہو۔“

نیز فرمایا سید العالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے:

”أَلَا لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهُ أَلَا لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهُ أَلَا لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهُ.“

”فرمایا کان کھول کر سن لو کہ جس دل میں میری محبت نہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط  
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی  
حَبِیْبِہٖ وَنَبِیِّہٖ وَرَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ  
اَجْمَعِیْنَ.

اما بعد !

عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مختصر بیان کو چار بابوں میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

”وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَلْمَوْفِیْقُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ“

عشق کا معنی، یعنی عشق کس کو کہتے ہیں۔

۱: عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تقاضے۔

۲: عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیسے حاصل کیا جاتا ہے۔

۳: عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بہاریں اور

انعامات

۱: عشق کا معنی:

عشق فرط محبت کا نام ہے یعنی کسی کی کسی کے ساتھ انتہائی محبت ہو تو ایسی محبت کا نام عشق ہے۔

۲: عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تقاضے:

واقعہ نمبر: ۱

سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسلام قبول کر کے صحابی بن گئے تو ایک دن آپ کے باپ نے جبکہ وہ ابھی مسلمان نہیں

اس کا ایمان ہی نہیں، کان کھول کر سن لو کہ جس دل میں میری محبت نہیں اس کا ایمان ہی نہیں، کان کھول کر سن لو کہ جس دل میں میری محبت نہیں اس کا ایمان ہی نہیں پھر قابل غور بات ہے کہ ایک بار کافران کافی تھا تین بار کیوں فرمایا:

جواب:

یہ تین مرتبہ فرمانا تاکید کے لئے ہے یعنی اس ارشاد مبارک کو معمول نہ جانا جائے بلکہ یہ بڑی اہم چیز ہے۔

واقعہ نمبر: ۲

جب معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اوپر بلایا اور عرش و کرسی نیز آسمانوں کی سیر کرائی اور وہاں کافی عرصہ گزارا پھر جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو وہی وقت تھا جس وقت اوپر تشریف لے گئے تھے پھر جب دن چڑھا اور سرکار محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے سامنے معراج پاک کے واقعات سنائے تو ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے بغلیں بجائیں۔ اتفاق سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود نہ تھے تو کفار مکہ مشورہ کر کے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور بولے کہ ابو بکر دیکھا تو جس کے پیچھے لگا ہوا ہے وہ کیسی باتیں کرتا ہے بھلا کسی کی عقل مانتی ہے کہ وہاں اتنا عرصہ گزار کے آئے تو وہی وقت تھا جس وقت گئے تھے ایسی باتیں سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تم واقعی اُن سے سن کر آئے ہو؟

کفار بولے بالکل ہم سچ کچھ کہہ رہے ہیں کہ تیرے نبی نے یہ ساری باتیں بیان کی ہیں، یہ سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہ باتیں میرے آقا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہیں تو میں بالکل ان سب کو مانتا ہوں۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایمان صدیقی عطاء کرے تاکہ اگر مگر کا تانا بانا ختم ہو جائے۔ کہ اگر نبی کو اختیار ہوتا تو یوں کیوں ہوا اور یوں کیوں نہ ہوا یہ اگر مگر کا چکر ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

واقعہ نمبر: ۳

مدینہ منورہ میں ایک منافقوں کا گروہ تھا جن کا قائد عبد اللہ بن اُبَی ابن سلول تھا وہ منافق لوگ سرکار نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتے، زکوٰتیں بھی دیتے جنگوں میں بھی شریک ہوتے لیکن ان کے دلوں میں بجائے عشق و محبت کے بغض بھرا ہوا تھا ایک مرتبہ کہیں جنگ تھی وہاں اسلامی فوج میں یہ منافق عبد اللہ بن اُبَی بھی شریک تھا اس نے اپنے گروہ کو اور اپنے آپ کو عزت والے کہا اور باعث ایجاد عالم رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور ان کے جاٹا رصاحبہ کو ”نقل کفر کفر نباشد“ معاذ اللہ ذلیل کہا۔

جیسے کہ ”قرآن مجید“ میں ہے:

”يَقُولُونَ لَا تَرْجِعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَا الْأَعْزَمُ مِنْهَا الْأَذَلَّ“ (قرآن مجید)

”یعنی مدینہ واپس جا کر ہم عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔“ (العباد باللہ)

اور حسن اتفاق کہ اس رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبَی کا بیٹا سچا عاشق رسول تھا جب اس بیٹے نے اپنے باپ کی بکواس سنی تو باپ کو پیغام بھیجا کہ آئیں تجھے بتاؤں کہ عزت والا کون ہے اور ذلیل کون ہے اور پھر تلوار لے کر مدینہ منورہ کے باہر کھڑا ہو گیا تاکہ باپ کو قتل کر دے۔ اس رئیس المنافقین کو جب پتہ چلا کہ میرا بیٹا مجھے مارنے کیلئے کھڑا ہے اس نے پھر رسول اکرم سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں التجا کی کہ آپ میرے بیٹے کو منع فرمائیں تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بیٹے کو فرمان بھیجا کہ تو ابھی باپ کو قتل نہ کر (کیونکہ ابھی اوپر سے فرمان نہیں آیا) یہ سن کر اس رئیس المنافقین کے بیٹے نے کہا میرے آقا کافران میرے سر آنکھوں پر میں اپنے باپ کو قتل نہیں کروں گا مگر کہلو اؤں گا ضرور کہ بتا عزت والا کون ہے اور ذلیل کون ہے؟

چنانچہ جب اس کا باپ آیا تو بیٹے نے کہا میں تجھے گھر میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک تو یہ نہ کہے کہ ہم ذلیل ہیں اور رسول

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم عزت والے ہیں۔ آخر کار باپ سے کہلوا یا کہ ذلیل ہم ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم عزت والے ہیں پھر باپ کو اندر جانے دیا۔ (تفاسیر عامہ)

یہ ہیں عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے تقاضے۔

”اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ حَبِيْبِكَ الْكَرِيْمِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم“  
واقعہ نمبر: ۴

سیدنا ابوسفیان کی بیٹی اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اسلام میں داخل ہونے کے بعد سید العالمین صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے نکاح میں آ کر اُمّ المؤمنین کا مقام حاصل کر لیا تو ان کا باپ ابوسفیان جو کہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچے اور اپنی بیٹی اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ہاں ان کو ملنے یعنی بیٹی کو ملنے کے لئے ان کے گھر پہنچ گئے وہاں نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا بستر بچھا ہوا تھا باپ نے خیال کیا کہ شاید میری بیٹی میرے لئے کوئی اچھا بستر بچھائے گی جب دیکھا کہ اور کوئی بستر نہیں لایا گیا تو اسی بستر پر بیٹھنے لگے تو بیٹی دوڑی آئی اس بستر مبارک کو لپیٹ لیا اور کہا اب بیٹھنا ہے تو بیٹھ جاؤ یہ منظر دیکھ کر باپ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور بولا بیٹی یہ بتا کہ میں اس بستر کے لائق نہیں یا یہ بستر میرے لائق نہیں؟ تو بیٹی نے کہا:

”ابا یہ بستر حبیبِ خدا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا اور تو مشرک ہے میں کیسے برداشت کر سکتی ہوں کہ ایک مشرک کا جسم میرے آقا رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے بستر مبارک کیساتھ چھوئے۔“

یہ سن کر باپ بولا بیٹی تو یہاں آ کر بری عادتوں میں مبتلا ہو گئی ہے۔ الحاصل چونکہ اُمّ المؤمنین کے دل میں عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم موجزن تھا وہ کیسے کسی اور کو ان کے بستر پر بٹھا سکتی تھیں خواہ باپ ہی کیوں نہ۔ یہ ہیں عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے تقاضے۔

اور بھی واقعات ہیں لیکن بڑھاپے کی وجہ سے لکھنا پڑھنا مشکل ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

۳: عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟

۱: رسول اکرم نبی محترم سید العالمین صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی عظمت اور شانِ محبوبی کے واقعات سننے پڑھنے سے عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم دل میں موجزن ہوتا جاتا ہے۔

۲: درودِ پاک پڑھنے سے بھی عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا وافر حصہ عطا ہو سکتا ہے۔

۳: کسی ولی کی نظر عنایت ہو جائے تو بھی یہ دولت مل سکتی ہے۔ ”وَاللّٰهُ الْمُؤَفَّقُ وَنِعَمَ الْوَكِيْلُ“

۴: عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی بہاریں اور انعامات

اما بعد! جن کے دل میں عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا بیسرا ہے ان کیلئے جنت کے دروازے کھلے ہیں وہ خراماں خراماں جنت پہنچ جائیں گے۔ اور جن کے دل عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے خالی ہیں ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے خواہ وہ کیسے ہی عمل کریں۔  
معتبر واقعہ:

سیدنا موسیٰ کلیم اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے زمانہ میں ایک اسرائیلی تھا جس کے اعمال گندے اور خراب تھے جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اس کا کفن دفن گوارا نہ کیا کیونکہ یہ کردار کا گندہ آدمی تھا بلکہ اس کو گھسیٹ کر گندگی کے ڈھیر (اروڑی) پر پھینک آئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کلیم اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کو وحی بھی بھیجی کہ ایک ہمارا دوست فوت ہو گیا ہے اور وہ فلاں جگہ گندگی کے ڈھیر پر پڑا ہے آپ اپنی امت کو حکم دیں کہ وہ اسے وہاں سے اٹھا کر لائیں اور غسل کفن کے بعد آپ اس کا جنازہ پڑھادیں اور پھر اس کو دفن کر دیا جائے۔ یہ ارشاد سن کر موسیٰ کلیم اللہ عَلَیْہِ السَّلَام وہاں پہنچ گئے اس کو دیکھا اور پہچان



لایا کہ یہ تو وہی پاپی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے اسے لایا گیا اور اعزاز کے ساتھ دفن کر دیا پھر سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ یہ تو بڑا مجرم اور پاپی تھا اسے یہ اعزاز کیسے عطا ہوا تو وحی آئی:

”تھا تو یہ ایسا ہی پاپی مگر جب یہ تورات کھولتا اور اس کی نظر میرے حبیب کے نام مبارک پر پڑتی (چونکہ اس کے دل میں عشق تھا) یہ اس مبارک نام کو بوسہ دیتا اور درود پاک پڑھتا۔ اس لئے میں نے اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ“

”یعنی اللہ تعالیٰ جو بھی کرے کوئی اسے پوچھ نہیں سکتا کہ یہ کیوں ہوا۔ ہاں اللہ تعالیٰ ہر کسی سے پوچھ سکتا ہے۔“

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ وَسَيِّدِ الْاَبْرَارِ وَعَلَى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اِلَى يَوْمِ الْقَرَارِ.

اور یہ واقعہ کوئی غیر معتبر نہیں ہے بلکہ اس واقعہ کو بڑے بڑے محدثین اور آئمہ دین نے بڑے وثوق کیساتھ لکھا ہے۔ مثلاً حضرت خواجہ ضیاء اللہ نے ”مقاصد السالکین“ میں اور امام سخاوی نے ”القول البدیع“ میں اور صاحب حلیہ نے ”حلیۃ الاولیاء“ میں اور حضرت علامہ حلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”سیرت حلیہ“ میں ذکر کیا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

نیز اس واقعہ کی تائید احادیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔

حدیث پاک نمبر ۱:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”قیامت کے دن ایک پاپی گنہگار مومن بندے کو اللہ تعالیٰ اپنے قریب کرے گا۔“

”اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِی الْمُؤْمِنَ“

اس پر اپنی رحمت کا پلور کھے گا اور اسے لوگوں سے چھپا کر فرمائے گا اے بندے کیا تو نے فلاں وقت یہ گناہ نہیں کیا تھا اور کیا

تو نے فلاں وقت یہ گناہ نہیں کیا تھا تو بندہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتا جائے گا حتیٰ کہ وہ اپنے سارے جرموں اور گناہوں کا اقرار کرے گا اور وہ سمجھے گا کہ اب میں نہیں بچ سکتا تو اچانک اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

”اے بندے میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کو چھپائے رکھا۔ (کیونکہ تو مومن تھا) اور اب میں تجھے معاف کرتا ہوں اور اس کو اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا (اور وہ خراماں خراماں جنت پہنچ جائے گا) لیکن کافروں اور منافقوں کے متعلق ”علیٰ روس الخلاق“ یعنی ساری مخلوق کے سامنے ندا دی جائے گی کہ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کریم پر بہتان لگائے۔ خبردار ایسے ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔“

(”صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف“)

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ساری رعایتیں اور ستر پوشیاں ایمان والوں کے لئے ہیں اور مومن ہوتا ہی وہ ہے جس کے دل میں محبت اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہو جیسے کہ خود سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَتُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“

نیز فرمایا سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”أَلَا لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهُ“

اور بڑی تاکید کر کے تین مرتبہ فرمایا۔

تنبیہ:

اور یہ ساری بہاریں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں۔ نیز جن کے دل عشق و محبت سے خالی ہیں ان کے دلوں میں نفاق اور بغض بھر جاتا ہے جیسے کہ بوتل میں شربت روح افزا بھرا ہو جب شربت نکلتا جائے گا تو اس بوتل میں ہوا بھرتی جائے گی اور جب دل سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نکل جائے گا تو نفاق بھر جاتا ہے ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے کیونکہ وہ رحمۃ للعالمین حبیب خدا سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عیب جوئی اور ہرزہ سرائی

کرتے رہتے ہیں جیسے کہ حضرت مولانا سید غلام جیلانی کا واقعہ کئی جگہ درج ہو چکا ہے اور خود سید العالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا یہ لوگ میرے بارے میں عیب جوئی کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمان بھائیوں کو ایسے لوگوں کے سائے سے بھی بچائے آمین۔

ایک حدیث پاک بھی پڑھ لیجئے تاکہ ایمان مضبوط اور درخشندہ ہو جائے۔

**حدیث پاک:**

سیدنا ابو ہریرہ صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ راوی ہیں کہ غزوہ حنین (حنین کی جنگ) میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک (نیک) مسلمان کو دیکھ کر فرمایا یہ دوزخی ہے اور جب جنگ شروع ہوئی تو اس مسلمان نے خوب جوہر دکھائے مسلمانوں کی طرف سے کافروں کے ساتھ خوب جنگ کی حتیٰ کہ اُسے کافی زخم آ گئے تو اسلامی لشکر والوں میں سے ایک نے جا کر عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس شخص کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ یہ دوزخی ہے وہ تو اسلام کی خاطر خوب لڑ رہا ہے (کیا ایسا نمازی بھی دوزخ میں جائے گا) یہ سن کر حبیب خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ہاں بے شک وہ دوزخی ہے یہ ارشاد سن کر قریب تھا کہ بعض لوگ شک میں مبتلا ہو جاتے (کیونکہ ایسا مجاہد ایسا جان نثار بھی دوزخ جائے تو پھر جنت کس نے جانا ہے) لیکن ہوا یوں کہ جب جنگ ختم ہوئی تو وہ شخص خودکشی کر کے حرام کی موت مر گیا یہ دیکھ کر لوگ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف دوڑے اور عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچ کر دکھایا ہے کہ یہ شخص واقعی دوزخی بنایہ سن کر اللہ تعالیٰ کے سچے رسول باعث ایجاد عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں پھر فرمایا:

”قُمْ يَا بَلَاءُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْإِيمَانُ وَإِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.“ (صحیح بخاری)

”یعنی اے بلال اٹھ اعلان کر کہ جنت میں وہی بندہ جائے گا جس کے دل میں ایمان ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ دین کی تائید و حمایت کسی فاسق و فاجر سے بھی کروالیتا ہے۔ (جیسے اس منافق سے کروائی)“

**تنبیہ:**

علامہ خطیب بغدادی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا:

”وَكَانَ مِنَ الْمُنَافِقِينَ.“

”یعنی اسلام کی طرف سے وہ لڑنے والا منافق تھا۔“

اس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ جس دل میں نفاق ہے وہ جنت نہیں جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نفاق (منافقت) سے بچائے۔

**تنبیہ:**

ایمان محبت مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام ہے اور نفاق سرکار کے ساتھ بغض کا نام ہے۔

**حدیث پاک نمبر ۲:**

رسول اکرم نبی محترم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”جنگ میں قتل ہونے والے لوگ تین قسم کے ہیں ایک وہ بندہ مؤمن جو اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ میں شہید ہو جائے تو وہ ایسا صابر شہید ہے جو عرش الہی کے نیچے عالیشان محل میں ہوگا اور اس کے درمیان اور نبیوں کے درمیان صرف نبوت کا فرق ہے دوسرا وہ مسلمان جس کے عمل غلط ملط ہوں یعنی کچھ اچھے کچھ بُرے جب ایسا مسلمان جنگ میں شہید ہو جائے تو اُس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، کیونکہ ”إِنَّ السَّيْفَ مَحْضَاءٌ لِلْخَطِيَا“ یعنی تلوار گناہوں کو مٹا دیتی ہے ایسا شخص جنت کے جس دروازے سے چاہے جاسکتا ہے۔ تیسرا وہ منافق ہے جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جنگ کرتا ہے جب وہ جنگ میں مارا جائے تو وہ دوزخ میں جائے گا: ”فَذَلِكَ فِي النَّارِ لِأَنَّ السَّيْفَ لَا يَمْحُو الْبَغْضَ.“

(دارمی، مشکوٰۃ)

”یعنی وہ دوزخ میں اس لئے جائے گا (کیونکہ تلوار گناہوں کو تو مٹا سکتی ہے) لیکن تلوار نفاق کو نہیں مٹا سکتی۔“

اور اپنی اپنی گور گردن۔ یعنی نمازی اپنی قبر میں عیش کر رہا ہے اور شرابی اپنی قبر میں مار کھا رہا ہے لیکن اس مولوی بشر مرہی کو دفن کیا گیا تو اس پر دوزخ نے ایک ہی چنگاڑ مارا جس سے سب قبرستان والوں کے بال سفید ہو گئے ہیں۔

(تفسیر روح البیان)

نوٹ:

جب کوئی شخص مسلک حق مسلک اہلسنت وجماعت سے نکل کر کسی دوسرے مسلک میں شامل ہو جائے تو دل میں نفاق پیدا جاتا ہے اور نفاق عشق کی ضد ہے لہذا وہ مولوی بشر مرہی کیسے عاشق مصطفیٰ رہ سکتا تھا۔

نوٹ:

مسلک اہلسنت وجماعت کی حقانیت کیلئے کتاب ”جنتی گروہ“ کا مطالعہ کریں۔

واقعہ نمبر: ۲

سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ سامنے آیا جو کہ بظاہر بڑا نیک اور صوفی تھا لیکن اس کا عقیدہ درست نہیں تھا مجھے اس کے متعلق تردید تھا کہ یہ اللہ والا ہے یا نہیں تو میں نے دیکھا کہ سارے نبی، رسول جمع ہیں اور بیک زبان فرما رہے ہیں ”لَئیسَ مِنَّا“ یہ ہمارا نہیں ہے۔ (مکتوبات مجددیہ)

نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی شخص کتنا بڑا عالم ہو ہزاروں کتابوں کا مصنف ہو یا ضعیف، مجاہدے کر کر کے وہ بڑا بزرگ بنا ہوا ہو لیکن اگر دل عشق مصطفیٰ سے خالی ہے تو وہ کسی گنتی شمار میں نہیں۔ لیکن اگر دل عشق مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے معمور ہے تو بیشک وہ کچھ بھی پڑھا ہوا نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے دربار قدر و قیمت والا ہے جیسے کہ سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کچھ بھی پڑھے نہیں تھے اور انعام پر انعام کہ شاہ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

”میں معراج کی رات جنت گیا تو وہاں میرے آگے آگے کسی کے چلنے کی آہٹ آئی تو جبرئیل (عَلِیْہِ السَّلَام) نے عرض کیا حضور یہ بلال ہے (قربان جائیں عشق رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی برکتوں اور عنایتوں کے)

الحاصل ان احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ جس دل میں عشق مصطفیٰ کا بسیرا ہے اس کا ٹھکانہ جنت ہے اور جو دل عشق رسول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے خالی ہے اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے خواہ وہ کتنے ہی اچھے کام کرے خواہ وہ عالم فاضل ہو سیکلڑوں کتابوں کا مصنف ہو اور خواہ اس نے ساری عمر قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے اور تبلیغیں کرتے گزاری ہو۔

اب چند واقعات بھی تحریر کئے جاتے ہیں ہو سکتا ہے کہ کسی کی قسمت جاگ اُٹھے اور وہ کسی عاشق مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر عشق کی دولت سے مالا مال ہو جائے۔

واقعہ نمبر: ۱

مولوی بشر مرہی ایک عالم دین اور سیدنا امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے شاگردوں میں سے تھا لیکن اس نے بعد میں عقیدہ بدل لیا۔ ولیوں، غوثوں، قطبوں کے مسلک اہل سنت وجماعت سے نکل کر معتزلی ہو گیا پھر جب سیدنا امام احمد بن حنبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانہ میں خلق قرآن کا فتنہ کھڑا ہوا تو مولوی بشر مرہی سیدنا امام احمد بن حنبل کے مقابلے میں کھڑا ہو گیا اور سیدنا امام احمد بن حنبل مسلک اہلسنت وجماعت پر ڈٹے رہے کہ تمہاری سیاحتی مخلوق ہے کاغذ مخلوق ہے لیکن کلام ربانی چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے لہذا اللہ تعالیٰ بھی مخلوق نہیں اور اس کی صفات بھی مخلوق نہیں بلکہ قدیم ہیں اور امام احمد بن حنبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دُرے بھی کھائے، جیل بھی کاٹی، پھر جب ان کا وصال ہوا تو صرف جنازہ دیکھ کر ہزاروں کافر مسلمان ہو گئے اور پھر جب مولوی بشر مرہی مرا اور اس قبرستان میں دفن کیا گیا زراں بعد ایک مردہ جو اس بشر سے پہلے مدفون تھا وہ جوانی کے عالم میں فوت ہوا تھا جب وہ فوت ہوا تو اس کے سر کے اور داڑھی کے بال سیاہ تھے پھر مولوی بشر مرہی کے دفن ہونے کے بعد وہ نوجوان اپنے کسی عزیز کو خواب میں ملا، خواب دیکھنے والے نے دیکھا کہ اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو چکے ہیں خواب دیکھنے والے نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے تیرے بال تو سیاہ تھے اب یہ سفید کیوں ہو گئے ہیں۔ اس مردے نے بتایا کہ اس قبرستان میں اتنے ہزار مردے مدفون ہیں

### واقعہ نمبر: ۳

آج سے چند سال قبل میرے پاس گوجرہ کے ایک گاؤں سے دو بھائی ملنے کیلئے آئے۔ انہوں نے واقعہ سنایا کہ ہمارے گاؤں کے سارے لوگ سنی صحیح العقیدہ بزرگوں کے ماننے والے تھے کچھ عرصہ کے بعد ہماری مسجد کے پیش امام صاحب کا وصال ہو گیا (وہ فوت ہو گئے) تو ہمارے گاؤں میں ایک عالم دین حافظ قرآن آئے اور قسمیں کھا کر کہنے لگے اللہ کی قسم میں سنی خفی ہوں۔ سادہ لوح لوگ اس کی قسموں پر اعتبار کر کے اسے امام مسجد رکھ لیا وہ بچوں کو بھی پڑھاتے اور اپنے مسلک کی تبلیغ بھی کرتے رہے۔ جس سے متاثر ہو کر آدھے سے زیادہ گاؤں والے اس کے ہم عقیدہ بن گئے جن میں ہم بھی تھے کچھ عرصہ کے بعد وہ فوت ہو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ ریت میں پھنسا ہوا ہے کمر تک ریت میں جکڑا ہوا ہے میں پوچھانے استاد جی یہ کیا ماجرا ہے تو وہ بولے زندگی بھر لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتا رہا لیکن میرا عقیدہ درست نہیں تھا اس لئے یہ سزا ملی ہے میری آنکھ کھلی تو ہم نے پھر کوشش شروع کر دی اور الحمد للہ آدھے سے زیادہ گاؤں والے پھر سنی صحیح العقیدہ ہو چکے ہیں اور امید ہے کہ باقی لوگ بھی سیدی راہ پر آجائیں گے۔ الحاصل دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خالی ہو تو نماز، روزہ، وغیرہ کوئی نیکی اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے نہیں بچا سکتی۔

### سوال:

آج سے کچھ عرصہ پہلے جو بھی اسلام میں داخل ہوتا وہ سچا عاشق رسول بن جاتا۔ لیکن اب وہ جذبہ وہ عشق نہیں رہا اس کی کیا وجہ ہے؟

### جواب:

سید دو عالم خرم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”ادْبُوا الْوَلَدَ كُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ الْخ.“ (جامع صغیر للسيوطی)

”اے میری امت تم سب سے پہلے اپنی اولاد کو تین باتوں کی تربیت دو سب سے پہلے اپنی اولاد کو اپنے نبی کی محبت کی تربیت دو،

پھر ان کو اہلبیت کی محبت سکھاؤ، پھر قرآن مجید پڑھاؤ، لہذا جب تک اس پر عمل ہوتا رہا دلوں میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بٹھا دی جاتی عشق رسول کی آپاری ہوتی رہی لیکن اندازاً دو سو سال سے کاٹنا بدل دیا گیا ہے اب سب سے پہلے قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے اور بتوں والی اور کافروں والی آیات مبارکہ سے بچوں کے دلوں میں نبیوں، ولیوں کو نکلا، ناکارہ بتایا جاتا ہے پھر وہ بچے علم دین حاصل کرنے کے بعد زندگی اسی چیز کا درس دیتے اور تقریریں کرتے ہیں کہ نبی، ولی کچھ نہیں کر سکتے اور نبی، ولی ہماری طرح بشری ہیں۔ اسی لئے سیدنا عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے لوگوں کو ساری خدائی سے بدتر شمار کیا۔

چنانچہ ”صحیح بخاری“ میں ہے:

”وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَى الْخَوَارِجَ شَرَّارَ خَلْقِ اللَّهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ أَنْطَلَقُوا إِلَى آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُونَهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ.“

”بدیں وجہ سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے

فرمایا:

”محجوبان کہ محمدرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم را بشر گفتند و در رنگ سائر بشر نمودند ناچار منکر گشتند و صاحب دولتان کہ اور علیہ الصلوٰۃ السّلام بعنوان رسالت و رحمت عالمیان دانستند و از سائر ناس ممتاز دید دیدند بدولت ایمان مشرف گشتند و ازل نجات آمد ند۔“

(مکتوبات مجددیہ)

یعنی وہ بد نصیب لوگ جو کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہتے ہیں اور عام لوگوں کے رنگ میں بشر ظاہر کرتے ہیں آخر کار ایسے لوگ منکر ہو جاتے ہیں (بے ایمان مرتے ہیں) لیکن خوش نصیب لوگ جو کہ حبیب خدا سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رسالت کے عنوان سے جانتے ہیں اور سب جہانوں کی رحمت جانتے ہیں اور وہ اس حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساری خدائی سے ممتاز جانتے ہیں ایسے لوگوں کا ایمان پر خاتمہ ہوگا اور وہ دوزخ کے عذاب سے نجات حاصل کر لیں گے۔

الحاصل میں نے یہ چند سطریں محض خیر خواہی کے لئے لکھی ہیں نہ میرا مقصد کسی کی دل شکنی ہے نہ فرقہ بندی کو ہوا دینا ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلمان بھائی میری یہ تحریر پڑھ کر دل میں عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جگہ دے اور وہ بے ادبوں سے بچ کر جنت بریں حاصل کر لے اور ہماری بخشش کا بھی سبب بنے۔

”وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَهُوَ نِعَمُ الْوَكِيلُ“

انتباہ:

عشق اور ادب یہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں یعنی جس دل میں عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم موجزن ہوگا اس سے بے ادبی ہرگز سرزد نہ ہوگی اور جس دل میں عشقِ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہ ہو اس سے بے ادبیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ خواہ یوں کہہ لیجئے کہ جن کی زبان اور قلم سے بے ادبیاں سرزد ہوتی رہی ہیں اُن کے دل عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے خالی ہیں مثلاً سید غلام جیلانی کا واقعہ جو کہ ماہنامہ ”السعد“ میں شائع ہوا تھا۔ نیز یہ کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا نیز جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ہے۔

نیز یہ کہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے سامنے چمارے سے بھی ذلیل ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) یہ تو ”قرآن مجید“ کو جھٹلانے کے مترادف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر فرمادیا:

”وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِہًا“

یعنی موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت و آبرو والے تھے اور بے ادب کہتے ہیں کہ چمارے سے بھی ذلیل ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ“ (اور یہ کہ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اللہ تعالیٰ کے دربار عزت و آبرو والے تھے) ”صحیح بخاری“ میں ہے:

”کہ جب ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی جان لینے آئے تو موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا اے ملک الموت کیسے آنا ہوا تو ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے صرف اتنا ہی کہا حضور جان لینے آیا ہوں تو موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا

الموت کے منہ پر زوردار تھپڑ رسید کر دیا جس سے ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی آنکھ نکل گئی اور وہ دوڑے اور دربارِ الہی میں جا کر شکایت کر دی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کسی کے بھی مشورے کا محتاج نہیں ورنہ مولوی مشورہ دیتا یا اللہ موسیٰ تو ایک بندہ ہے ہم تو یہ پرچار کرتے ہیں کہ کوئی بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ تعالیٰ کے دربار چمارے سے بھی ذلیل ہے تو موسیٰ نے بندہ ہو کر اتنی جرأت کیوں کی تھپڑ مار کر ملک الموت کی آنکھ نکال دی اسے تو سزا ملنی چاہئے مگر چونکہ نص قرآنی سے ثابت ہے کہ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اللہ تعالیٰ کے دربار عزت و آبرو والے تھے لہذا اللہ تعالیٰ نے اس عزت و آبرو کو یوں ظاہر فرمایا کہ پوچھا اے ملک الموت تو نے کیا کہا تھا؟

عرض کیا:

”یا اللہ میں نے صرف اتنا کہا تھا کہ میں جان لینے آیا ہوں تو انہوں نے تھپڑ رسید کر دیا۔“

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”پھر جا اور عرض کر کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے کلیم اگر آپ دنیا میں رہنا چاہتے ہیں تو نیل کی پشت پر ہاتھ پھیر دیں جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال آپ کو زندگی عطا ہوگی۔“ (سبحان اللہ یہ ہے عزت و آبرو جو ان کے رب تعالیٰ کے دربار سے عطا ہوئی)

پھر ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور پیغام عرض کیا تو موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام بڑے جلال سے بولے:

”ثم مه۔“

”پھر کیا ہوگا۔“

تو ملک الموت نے عرض کیا:

”حضور آخر سب کو موت آتی ہے۔“

تو فرمایا:

”چل میں اجازت دیتا ہوں کہ ابھی میری جان نکال لے۔“

نکتہ:

اہل ذوق کا فرمان ہے کہ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے حضرت ملک



جو دربار کو جاتی ہے اور میں اندر چلا جاؤں گا ایسے ہی ہوا پھر چند دن گزرے کہ کایا پلٹ گئی۔ (”کتاب ایمان کے موتی“ صفحہ: ۲۱۱)  
اور پھر میاں عبدالرشید مرحوم و مغفور نے ایک زمانہ بھر کے مسلمانوں کو عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے روشناس کرایا لہذا میری سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں اپیل ہے کہ آپ دل میں عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جگہ دیں پھر یہ اگر مگر کے تانے بانے سب ختم ہو جائیں گے۔

نوٹ:

اگر کوئی ایسا بزرگ نہ ملے تو درودِ پاک کی کثرت کریں ہو سکتا ہے کہ سرکارِ رحمۃ للعالمین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کرم کر دیں۔ نیز ایسی کتابوں کا مطالعہ مثلاً ”حجۃ اللہ علی العالمین“ ”خصائصِ کبریٰ“ کا مطالعہ کریں۔ مگر چونکہ یہ عربی زبان میں ہیں اور آج کل عربی دان بہت کم ہیں لہذا ”البرہان“ کا مطالعہ خالی الذہن ہو کر کریں۔

انشاء اللہ تعالیٰ دل عشق سے معمور ہو جائے گا تو فائق دینے والا وہی حی و قیوم ہے جس کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے۔

الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو ادب سکھایا تھا کہ میرے بعد اللہ تعالیٰ کے حبیب کی باری ہے، کیونکہ عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے زندہ آسمان پر اٹھایا جانا تھا، اس لئے یہ کام موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے کیا کہ تھپڑ مار کر ادب سکھایا اے ملک الموت تو ہر کسی کے پاس بھاگا بھاگا آتا ہے کہ میں جان لینے آیا ہوں۔ خبردار اب میرے بعد اللہ تعالیٰ کے لاڈلے حبیب کی باری ہے، جب حبیبِ خدا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی باری آئی اور ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام حاضر ہوئے تو باہر کھڑے رہے اور دستک دی اور جب اجازت ملی تو اندر حاضر ہوئے۔

نتیجہ:

نتیجہ یہ نکلا کہ جو دل عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے خالی ہوں ان سے بے ادبیاں سرزد ہوتی ہی رہتی ہیں جو ان کو آخری وقت بے ایمان کر دیں گی۔

جیسے کہ آپ نے سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ کا ارشاد مبارک پڑھا ہے، لہذا میری درد مندانه اپیل ہے کہ ہم ایک باپ آدم عَلَیْہِ السَّلَام اور ایک ماں حضرت حوا کی اولاد سے ہیں، اس ناطے سے اپیل ہے کہ آپ فرقہ بازی سے باہر نکلیں اور کوشش کر کے کہیں سے عشقِ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حاصل کریں۔ جیسے کہ میاں عبدالرشید مرحوم نور بصیرت والوں نے لکھا ہے کہ میں دس سال الہمدیشوں کے زیر سایہ رہا ایک بار مجھے پتہ چلا کہ قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں ایک روحانی گورنر آئے ہوئے ہیں۔ لوگ ان کی خدمت میں درخواستیں پیش کرتے ہیں اور وہ آگے دربارِ رسالت میں حاضر کر دیتے ہیں تو لوگوں کے کام ہو جاتے ہیں۔

دوپہر کے وقت میں بھی چلا گیا اور درخواست لکھی کے مجھے عشقِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) چاہیے۔ گورنر صاحب نے وہ درخواست پڑھی تو میں نے پوچھا کیا یہ منظور ہو جائے گی وہ بولے بھلا یہ بھی منظور نہ ہوگی؟

پھر مجھے فرمایا چلو داتا دربار چلتے ہیں وہاں حاضر ہو کر عرض کریں گے تو چونکہ میں دس سال الہمدیشوں کے زیر سایہ رہا اس لئے داتا دربار جانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے فرمایا تم گلی میں کھڑے ہو جانا

# پہرے دار کون...؟

ہیں کہ وہ درندے وہ بلائیں آتی ہیں اور اس بچے کو چیر پھاڑ کر نوح لیتے ہیں آپ سوچ کر بتائیں کہ آپ کا دل یہ جانگداز منظر دیکھ کر کتنا رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوگا لیکن اگر اس بچے کے پاس آٹھ، دس پہرے دار جو کہ خوش صورت اور خوش سیرت ہوں اور نہایت چوکے اور خیر خواہ ہوں مقرر کر دیں پھر اس بچے کو کیا فکر؟

یوں ہی اے بندے جب تیرے جسم سے جان نکل جائے گی تجھے تیرے وارث باپ، دادا، بھائی، بھتیجے، ماموں، چچا وغیرہ دیگر رشتہ دار تجھے غسل کفن کر کے ایک لقمہ دق میدان جس کا نام قبرستان ہے وہاں گڑھا کھود کر تجھے لٹا کر مٹی ڈال کر قبر برابر کر کے واپس لوٹینگے تو تو وہاں درندوں کو بلاؤں کو دیکھ کر چیخے گا چلائے گا ہائے ابو، ہائے امی، ہائے چچا، ہائے ماموں مجھے کہاں چھوڑ کر جا رہے ہو تو تیری آہ و بکا کوئی بھی نہیں سنے گا وہ بلائیں وہ درندے تجھ پر حملہ آور ہوں تجھے نوح نوح کر کھا جائیں تجھے ڈنڈوں سے برچھیوں سے قیامت تک مارتے پیٹتے رہیں کیا تجھے یہ گوارا ہے؟

لیکن اگر تیرے ساتھ کچھ چست و چو بند خوش صورت و خوش سیرت خیر خواہ پہرے دار مقرر کر دیئے جائیں جو قیامت تک تیری حفاظت بڑی جانفشانی سے کریں تو پھر تجھے کس چیز کی پرواہ ہے اور وہ پہرے دار کون ہیں، نماز، روزہ، قرآن پاک کی تلاوت، کلمہ طیبہ، درود شریف کی کثرت، احکام دین پر صبر۔

تو اے نمازی اے روزہ دار! خدائے قدوس کی یاد میں زندگی بسر کرنے والے جب تجھے تیرے ورثا قبر میں لٹا کر واپس ہوں گے اور تو ان بلاؤں کو درندوں کو دیکھ کر نہایت خوف زدہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط  
”نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ  
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔“

اما بعد! تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں اپیل ہے کہ مندرجہ ذیل تمثیل کو عبرت کی نگاہ سے پڑھیں پھر پڑھیں پھر پڑھیں اور اس کو اپنے اوپر چسپاں کریں۔ اگر آپ نے اس تمثیل کو گہری نظر سے پڑھ کر اپنے اوپر چسپاں کر لیا تو بہت بڑی امید ہے کہ آپ کی قبر جنت کا باغ بنے گی۔

جیسے کہ حدیث پاک میں ہے:  
”اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حَفْرَةٌ مِّنْ حُفْرِ النَّارِ۔“

”یعنی قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے باغ بنے گی یا دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا بنے گی۔“  
تمثیل:

غور کریں کہ اگر آپ کا بچہ یا بچی جو کہ دواڑھائی سال کا ہو جو کہ آپ کو جان سے بھی پیارا ہے وہ دوڑ نہیں سکتا، بھاگ نہیں سکتا صرف امی، ابو کہہ لیتا ہے آپ اس کو ایک دھشتناک میدان میں لٹا کر آجائیں جہاں بلائیں بھی ہوں درندے، بھیڑیے، چیتے، گیدڑ وغیرہ ہوں آپ اس کو وہاں لٹا کر آجائیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ درندے وہاں پہنچ گئے ہیں وہ چیختا ہے روتا ہے ہائے ابو، ہائے امی مجھے کہاں چھوڑ کر جا رہے ہو۔ آپ ذرا غور کریں کہ یہ منظر کتنا بھیاںک ہوگا۔ وہ چیخ کر امی، ابو کی آوازیں دیتا ہے آپ سن رہے ہیں اور دیکھ رہے

کے حکم سے یہ پہرے دار فوراً وہاں پہنچ کر اپنی اپنی ڈیوٹی سنبھال لیں گے۔ سب سے آگے نماز ہوگی، دائیں طرف روزہ بائیں قرآن پاک کی تلاوت کلمہ شریف، درود شریف کا ورد چوکے ہو کر کھڑے ہو جائیں گے پڑھ کر دیکھو کتاب ”مابعد الموت“ ص: ۲۴۔

پھر جب اللہ تعالیٰ کا عذاب بلا بن کر جس کی نہایت لمبی گردن اور ہیبت ناک صورت ہے سامنے سے آتا ہے تو سامنے نماز کھڑی ہو جاتی اور اس عذاب کو جھڑک دیتی ہے کہتی ہے خبردار تو آگے نہیں آسکتا چل یہاں سے دفع ہو جا۔ یہ ساری زندگی نمازیں پڑھتا رہا اب جبکہ اس کے آرام کا وقت ہے تو تو آگیا ہے خبردار تو آگے نہیں آسکتا وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے پھر وہ عذاب دائیں طرف سے آتا ہے تو روزہ سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور اسے جھڑک کر بھگا دیتا ہے پھر وہ بائیں طرف سے آتا ہے تو تلاوت قرآن مجید، کلمہ شریف کا ذکر آگے نہیں آنے دیتے۔ آخر کار وہ عذاب ناکام واپس بھاگ جاتا ہے یہ نیکیاں نماز، روزہ وغیرہ اسے قریب آنے ہی نہیں دیتے۔ زماں بعد احکام الہیہ پر صبر جو کہ پیچھے بیٹھا ہوتا ہے وہ بولتا ہے اے نماز، روزہ تم نے اچھا کیا کہ اس عذاب کو بھگا دیا ورنہ میں اسے کافی تھا۔

اے ملت کے نوجوان تو نے جب نفسانی خواہشات کے پیچھے لگ کر نماز، روزہ وغیرہ کو بھلا رکھا ہے تو وہ پہرے دار تو کہاں سے لائے گا پھر تو چیخ چیخ کر کہے گا:

”قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ.“

”یا اللہ میں نے دنیا میں نفس و شیطان کے پیچھے لگ کر تجھے بھلائے رکھا یا اللہ میری توبہ مجھے ایک بار دنیا میں بھیج اب کبھی کوئی نافرمانی کوئی گناہ کا کام نہیں کروں گا کبھی نماز میں کوتاہی نہیں کروں گا۔“

تو فرمان جاری ہوگا:

”مَلَا.“

”اے بندے اب یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ تجھے دوبارہ دنیا میں بھیجیں۔“

”وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ.“

”اے بندے اب یہ قیامت تک کا عرصہ یہ عالم برزخ ہے۔ (اب تو اپنی کرتوتوں کے مزے چکھ)۔“

”أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ.“

”اے آدم کی اولاد کیا میں نے قرآن مجید میں تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ اے بندو یہ شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اس کے ساتھ دشمنی رکھو۔ (اس کی تابعداری مت کرو)۔“

”إِنَّمَا يَذَّخِرْكُمْ بِهِ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ.“

”یہ شیطان تمہیں اپنی جماعت میں شامل کرنا چاہتا ہے تاکہ بندے بھی دوزخی بن جائیں۔“

”وَأَنْ اغْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ.“

”اے بندو جاگو، ہوش کرو نفس و شیطان کو لات مار کر میری یاد میں آ جاؤ یہی سیدھا راستہ ہے۔“

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ شیطان نے کتنی قوموں کو ساتھ ملا کر دوزخی بنادیا۔ اس نے نوح علیہ السلام کی قوم کو دوزخی بنایا اس نے ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کتنے نبیوں، رسولوں کی قوموں کو دوزخی بنادیا۔

”أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ.“

”کیا تمہیں عقل نہ آئی اس کی چالوں کی سمجھ نہ آئی۔“

اب وقت گزر گیا ہے اب رونے دھونے سے کچھ نہیں بنے گا۔ اب تمہیں یہ سزا بھگتنا ہی پڑے گی۔ اے غافل انسان دنیا میں ایک ہی بار آنا ہے بار بار نہیں آتا۔

نت	وکیھیں	توں	بار	لدیندے
تینوں	اجے	نہیں	فکر	تیار
تینوں	بھی	جگ	کبھی	اکدن
مرگیا	اج	فلانا	اے	

اے نیک انسان نمازی روزے دار تلاوت کنندہ کلمہ طیبہ اور درود شریف کی کثرت کرنے والے کی قبر تو جنت کا باغ بن جائے گی۔

درود شریف کی توشان ہی نرالی ہے۔ اسی کی برکت سے

تیری قبر نور کا بقیہ بنے گی اور اسی درود شریف کی برکت سے تیری تنہائی تیری وحشت دور ہوگی۔

### مثال:

ایک مکان ہو چھوٹا یا بڑا اس میں ایک ہی انسان رہتا ہے تو کیا اسے وحشت اور تنہائی پریشان نہ کرے گی؟ کیوں نہیں کرے گی۔ لیکن اگر اس مکان میں اس کے ساتھ ایک دوسرا ہائش پذیر ہو جائے جو کہ نہایت خوش خلق، ہنس کھ، خوش طبع، خوش صورت، خوش سیرت نہایت خیر خواہ تو پھر تنہائی یا وحشت کا کیا خوف۔ مندرجہ ذیل واقعہ کو غور سے پڑھیں پھر اندازہ کریں کہ درود شریف کی کیسی برکتیں ہیں۔

### واقعہ:

سیدنا شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ:

”میرا ایک ہمسایہ فوت ہو گیا جو کہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ وہ فوت شدہ انسان کچھ دنوں کے بعد مجھے خواب میں ملا تو میں نے اس سے پوچھا اے میرے ہمسائے تیرا کیا حال ہے اس نے کہا حضرت جی قبر میں بڑے بڑے ہولناک مناظر میرے سامنے آئے اور منکر نکیر کے سوالوں کا وقت تو مجھ پر بڑا ہی مشکل تھا حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ شاید میرا ایمان پر خاتمہ نہیں ہوا۔ زال بعد عذاب والے فرشتے آتشیں گریزیں اٹھائے میرے سامنے آگئے اور جب ان فرشتوں نے مجھے پکڑنے اور مارنے کا ارادہ کیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ قبر کے اندر سے ہی میرے اور ان فرشتوں کے درمیان سے ایک نہایت حسین و جمیل انسان پیدا ہو گیا جسے دیکھ کر سارے غم بھول جائیں اس کے جسم سے نہایت ہی پیاری پیاری خوشبوئیں مہک رہی تھیں۔ اس نے آتے ہی عذاب کے فرشتوں سے فرمایا ٹھہر جاؤ اور پھر منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات بھی مجھے سکھاتا گیا اور میں پاس ہو گیا پھر نہیں پتہ چلا کہ کہاں گئے وہ عذاب والے فرشتے اور کہاں گئے وہ منکر نکیر اور میری قبر تو جنت کا باغ بن گئی پھر میں نے اس آنے والے خوش صورت و خوش سیرت انسان کا دامن تھام کر پوچھا جناب آپ کون ہیں میری مصیبت میں کام آنے والے میری پریشانی میں میری دنگیری کرنے والے آپ کون ہیں تو اس نوری انسان نے مسکرا کے فرمایا میں وہ درود شریف ہوں

جو تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حبیب پر پڑھا کرتا تھا آپ فکر نہ کریں میں جانے والا نہیں ہوں میری ڈیوٹی لگ گئی ہے کہ میں قبر میں آپ کے ساتھ، حشر میں آپ کے ساتھ، عرش الہی کے نیچے آپ کے ساتھ، حوض کوثر پر آپ کیساتھ، پلصراط پر آپ کے ساتھ ہوں گا اور آپ کو جنت پہنچا کر ہی دم لوں گا۔“ (سعادة الدارين)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِيْبِكَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

مسلمان بھائی اس واقعہ کو دل کی گہرائیوں سے پڑھ کرے درود پاک کی کیسی بہار اور برکت ہے مگر یہ بھی سوچ کہ کثرت سے درود شریف کون پڑھے گا۔ بے نماز، ہرگز نہیں بلکہ درود شریف کی وہی کثرت کرے گا جو نمازی ہوگا۔

### تنبیہ:

اگر آپ نے نماز شروع کر دی تو کیا آپ گمان کریں گے کہ میں پکا نمازی بن گیا ہوں نہیں بلکہ یہ شیطان جوازی دشمن ہے پوری کوشش کر کے تجھے نماز سے ہٹا دے گا کیونکہ اس نے قسم کھائی ہوئی ہے۔

ہوایوں کہ جب آدم علیہ السلام کی شان میں بے ادبی کی وجہ سے یہ شیطان لعنتی ہو گیا اور اسکے گلے میں لعنت کا طوق پڑ گیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی یا اللہ مجھے قیامت تک مہلت دی جائے اس سے پہلے میری جان نہ نکلے اور جب اسے مہلت مل گئی تو اس نے کہا یا اللہ اس آدم کی اولاد کو چھوڑ دوں گا نہیں۔ آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے جیسے بھی ہو سکا ان کو گمراہ کروں گا اور ان کو نماز نہیں پڑھنے دوں گا۔

”وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ۔“

”ان کو سجدہ شکر نہیں کرنے دوں گا۔“

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس اے شیطان تو بھی سن لے جو تیرا ساتھ دے گا میں اسے تیرے ساتھ ہی دوزخ میں بھیجوں گا۔ الحاصل اے میرے عزیز تو نماز شروع کرے گا تو یہ شیطان چپ کر کے نہیں بیٹھ جائے گا بلکہ جب تک تجھ سے نماز چھڑانے لے چیں سے نہیں بیٹھے گا۔

یہ شیطان بڑا مکار بڑا عیار ہے پرانا کھینٹ ہے بڑے

میں ساری نیکیاں درج ہیں لیکن نماز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتو اس کا نامہ اعمال اس کے منہ پر مار دو اور اسے دوزخ لے جاؤ کیونکہ یہ بے نماز تھا فرشتوں نے مجھے پکڑ لیا اور ننگے سر لے جا رہے تھے۔ اثناء راہ میری آنکھ کھلی تو میں بستر پر لیٹا ہوا تھا میں نے وہیں سچی توبہ کی کہ آئندہ کچھ بھی ہو جائے نماز نہیں چھوٹے گی۔

(مقاصد السالکین)

**سوال:**

یہ ساری نعمتیں کس کی ہیں یہ ہوا، پانی، آنا گندم، چاول، روشنی، بجلی، گیس وغیرہ بے شمار نعمتیں ہیں:

”وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا.“

”اے بندو اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں

سکتے۔ یہ ساری نعمتیں کس کی ہیں۔“

**جواب:**

یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔

**سوال:**

نماز پڑھنا یہ کس کی تابعداری ہے؟

**جواب:**

یہ اللہ تعالیٰ کی تابعداری ہے۔

**سوال:**

نماز نہ پڑھنا کس کی تابعداری ہے؟

**جواب:**

یہ شیطان کی تابعداری ہے۔

اب ذرا غور کر اے غافل انسان جب تو قبر میں جائے گا اور وہاں فرشتے گریز اور ڈنڈے لے کر پہنچ جائیں گے اور تجھ سے سوال کریں گے اے بندے جو تو زندگی میں نعمتیں کھا تا رہا وہ کس کی تھیں تو تو اقرار کرے گا یہ اللہ تعالیٰ کی تھیں اس پر فرشتے کہیں گے ساری نعمتیں رب تعالیٰ کی کھا کر تو تابعداری کرتا رہا اللہ تعالیٰ کے دشمن کی یہ کیوں۔ تو پھر تجھے قیامت تک مارتے رہیں گے پھر تجھے کون چمڑائے گا۔ اے بندے

بڑے حربے استعمال کرتا ہے۔ حکمرانوں کو چمکے دیتا ہے کہ خدمت خلق کافی ہے نماز نہ بھی پڑھو تو بخشش ہو جائے گی۔ لیکن میری اتنی سی اپیل ہے کہ آپ قرآن پاک کو اڈل تا آخر پڑھ لیں یا کسی عالم دین یا حافظ قرآن سے پوچھ لیں کہ کہیں قرآن پاک میں آیا ہے کہ خدمت خلق کافی ہے نماز نہ بھی پڑھو تو بخشش ہو جائے گی بیشک دنیا بھر کے علماء سے پوچھ لو یہ کہیں نہیں ملے گا ہاں قرآن مجید میں یہ ضرور آیا ہے کہ اے شیطان جو تیرا ساتھ دے گا میں اس بندے کو تیرے ساتھ ہی دوزخ میں بھیجوں گا۔ پھر یہ کہ حدیث پاک کی بے شمار کتابیں ہیں آپ کسی عالم فاضل سے پوچھ لیں کہ کسی حدیث پاک میں آیا ہے کہ خدمت خلق کافی ہے، بندہ نماز نہ بھی پڑھے تو بخشش ہو جائے گی اگر کہیں ہے تو بتائیے ہاں حدیث پاک میں یہ ضرور آیا ہے کہ جن کا کلمہ پڑھ کر ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔

اس حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”أَوَّلُ مَا يَحْسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةَ فَإِنْ

صَلَحَتْ صَلَحَ سَائِرُ عَمَلِهِ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ.“

(”ترغیب وترہیب“ جلد اول، صفحہ: ۳۱۹)

”یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز پوری ہوئی تو ساری نیکیاں بندے کے کام آئیں گی اور اگر نماز پوری نہ ہوئی تو کوئی نیکی کام نہ آئے گی۔“

**واقعہ:**

خواجہ خواجگان خواجہ ضیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مقاصد السالکین میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک تاجر تھا جو کہ بہت مالدار اور بہت سخی تھا ہر نیک کام میں حصہ لیتا خدمت خلق خوب کرتا مگر نماز میں کوتاہی کر جاتا۔ اس تاجر کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ حشر کا دن محشر کا میدان ہے سورج جو ہم سے کروڑوں میل درو ہے یہ قریب آ گیا ہے اتنی سختی اتنی سختی کہ ماں بیٹے کو نہیں پہچانتی، بیوی خاوند کو نہیں، خاوند بیوی کو نہیں پوچھتا، بھائی بھائی سے باپ بیٹے سے بھاگتا ہے الحاصل بڑی ہی سختی ہے نہ کوئی چھت نہ کوئی بلڈنگ نہ کوئی درخت ہے پانی کی ایک بوند نہیں فرشتوں نے مجھے پکڑا اور دربار الہی میں لے گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فرشتو اس کا نامہ اعمال اس کو دکھاؤ دیکھا تو اس



اے غافل انسان میں تجھے اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دے کر اپیل کرتا ہوں کہ ابھی وقت ہے، اُٹھ، جاگ اور سچی توبہ کر نماز کا دامن نہ چھوڑ ورنہ وہاں رونے دھونے اور پچھتانے سے کچھ نہیں بنے گا۔

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔

اب چند واقعات بھی تحریر کئے جا رہے ہیں تاکہ بندہ قبر میں جا کر یہ عذر پیش نہ کر سکے کہ مجھے تو نماز کی اہمیت کا پتہ ہی نہیں تھا۔

### نماز نہ پڑھنے کا وبال:

”درة الناصحين“ میں ہے کہ ایک شخص فوت ہو گیا جب اس کا جنازہ پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے دیکھا اس کے کفن کے اندر کوئی چیز حرکت کر رہی ہے۔ جب کفن کی گرہ کھولی تو دیکھا کہ ایک زہریلا سانپ ہے جو اسے ڈس رہا ہے (ڈنگ مار رہا ہے) لوگوں نے اسے مارنا چاہا۔ سانپ نے کلمہ پڑھا اور کہا اے لوگو! تم مجھے کیوں مارتے ہو حالانکہ میں اپنے آپ نہیں آیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آیا ہوں اور اسے قیامت تک ڈستار ہوں گا۔ لوگوں نے پوچھا اے سانپ اس کا جرم کیا تھا جس کی وجہ سے اسے یہ عذاب دیا گیا ہے۔ سانپ نے بول کر کہا اس کے تین جرم تھے۔

۱: یہ اذان سن کر مسجد نہیں آیا کرتا تھا۔

۲: مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا۔

۳: علماء کرام کی بات نہیں سنتا تھا۔

(”درة الناصحين“ صفحہ: ۱۳۹)

### نماز میں سستی کا انجام:

”الزواج“ میں ہے ایک شخص کی ہمیشہ فوت ہو گئی۔ جب اسے دفن کر کے واپس لوٹے تو اس کے بھائی کی (نقدی والی) تھیلی ندلی اسے یاد آیا کہ وہ قبر میں رہ گئی ہے۔ اس نے ایک دوست کو ساتھ لیا اور قبر پر گئے جب مٹی نکالی تو تھیلی مل گئی۔ پھر اس نے دوست سے کہا تو ذرا پیچھے ہو جاتا کہ میں دیکھوں میری بہن کا کیا حال ہے۔ جب اس نے اینٹ اٹھائی تو دیکھا کہ قبر میں آگ بھڑک رہی ہے۔ ساری قبر میں آگ ہی آگ ہے۔ اس نے جلدی سے اینٹ رکھ کر قبر بند کر دی اور توبہ استغفار کرتا ہوا گھر آیا۔ آ کر اپنی ماں سے پوچھا میری بہن کا عمل کیسا تھا؟

ماں نے کہا بیٹا تو کیوں پوچھتا ہے؟ بیٹے نے ماجرا کہہ سنایا سن کر ماں بھی روئی اور بتایا تیری بہن نماز میں سستی کرتی تھی اور قضا کر کے پڑھتی تھی۔ (”الزواج“ صفحہ: ۱۳۷ ”شرح الصدور“ ص: ۷۳)

### پرہیز گاری کی بہار:

میرے والدین کریمین رَحْمَتُہُمَا اللہُ تَعَالٰی فیصل آباد کے بڑے قبرستان میں مدفون ہیں۔ میں ہر جمعہ کو ان کے مزارات پر حاضری دیتا ہوں اور کچھ پڑھ کر دعاء کر کے آتا ہوں۔ آج سے تقریباً اٹھارہ سال قبل موسم گرما میں بہت زیادہ بارشیں ہوئیں جس کی وجہ سے بہت ساری قبریں بیٹھ گئیں۔ میں جب جمعہ مبارک کے روز قبرستان گیا والدین مرحومین کے مزارات مبارک پر حاضری دے کر گیٹ سے باہر نکلا تو ایک شخص مجھے آوازیں دینے لگا میں ٹھہر گیا میرے پاس آیا اور کہا ذرا قبرستان کے اندر چلو اور ایک منظر دیکھو وہ مجھے ایک قبر پر لے گیا جس قبر میں بارشوں کی وجہ سے پاؤں کی طرف سے ایک پلیٹ جتنا سوراخ ہو چکا تھا اس شخص نے کہا آپ دیکھیں کہ میت کا کفن بھی میلا نہیں ہوا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میت کا کفن بھی میلا نہیں ہوا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کفن بالکل چمک رہا تھا اس شخص نے بتایا کہ یہ میری ہمیشہ کی قبر ہے اس کو فوت ہوئے دو سال ہو گئے ہیں یہ میری ہمیشہ نماز کی پابند نیک خاتون اور پردہ کی پابند خاتون تھی۔ یہ منظر دیکھ کر مجھ پر عجیب سی کیفیت طاری ہوئی کیونکہ مردہ جب قبر میں جاتا ہے تو ہفتہ عشرہ میں گل سڑ جاتا ہے لیکن اس خاتون کی نیکی کی برکت کہ دو سال گزرنے کے باوجود کفن تک میلا نہیں ہوا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نیکی کی توفیق عطا کرے۔

# ایمان بالملائکہ

اور جمہور اور علامہ ابن کیسان فرماتے ہیں ”مَلَکٌ“ ملک سے مشتق ہے ہمزہ زائدہ ہے ”ملک“ کا معنی ہے کسی چیز کا مالک ہونا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فرشتوں کو امور کو سرانجام دینے کا مالک بنایا ہے۔  
ابو عبیدہ نے کہا کہ ”مَلَکٌ“ مصدر میسی بمعنی مفعول کے ہے۔

اصطلاحی تعریف:

”جِسْمٌ نُورَانِیٌّ یَتَشَكَّلُ بِأَشْکَالٍ مُخْتَلِفَةٍ سِوَى لُغْلُبٍ وَالْعِجْزِیْرِ۔“

ایسا نورانی جسم جو مختلف شکلوں میں متشکل ہوتا ہے (یعنی مختلف شکلیں اختیار کرتا ہو) سوائے کتے اور خنزیر کے۔  
اور حکماء نے کہا:

”جَوَاهِرٌ مُّجَرَّدَةٌ۔“

”وہ جواہر جو مادہ سے خالی ہوں۔“

اہلسنت وجماعت کی اس بات پر دلیل کہ فرشتے نورانی جسم ہیں، فرشتوں کا آسمانوں سے اترنا، آسمانوں کی طرف چڑھنا اور انبیاء کا دیکھنا، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ نورانی جسم رکھتے ہیں۔

نصاری کا مذہب ہے:

”إِنَّهُمْ أَرْوَاحُ الصَّالِحِينَ الْمَفَارِقَةِ عَنِ الْآبَدَانِ“

”کہ فرشتے نیک لوگوں کی روہیں ہیں جو کہ بدنوں سے جدا

ہیں۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط  
”وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكِتَابِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا۔“

”اور جو نہ مانے اللہ اور اسکے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور آخرت کے دن کو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔“  
گمراہی کی دو قسمیں ہیں:

ایک وہ جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتوں اور اسکے رسولوں اور اسکی کتابوں اور قیامت کا انکار کرنا۔  
دوسری وہ گمراہی جس سے بندہ کافر نہیں ہوتا اس آیت میں پہلی گمراہی مراد ہے۔ جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے، یعنی وہ لوگ ایسی گمراہی میں پڑے ہیں جو ہدایت سے بہت دور ہے۔

ایمان کیلئے ان چاروں کو ماننا ضروری ہے یعنی (اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولوں اور اسکی کتابوں اور قیامت کو) اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا کفر ہے۔ اور اس انکار کرنے کی وجہ سے بندہ کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ نماز کیلئے تمام ارکان کا پایا جانا ضروری ہے اور اگر کوئی ایک رکن رہ جائے تو نماز فاسد ہوگی۔

”الْمَلَائِكَةُ“

”مَلَائِكَةُ“ لغت میں جمع مجھے ”مَلَائِكٌ“ کی اور ”مَلَائِكَةُ“ جمع کی تائید کیلئے ہے۔ اور ”مَلَائِكٌ“ ”مَلَائِكَةُ“ سے بدلا ہوا ہے۔ اور ”مَلَائِكٌ“ ”الْوَكَّةُ“ سے بنا ہے اس کا معنی ”الْوَسَالَةُ“ بھیجتا ہے۔  
اللہ تعالیٰ فرشتوں کو انبیاء کی طرف اور دیگر امور کو انجام دینے کیلئے بھیجتا ہے۔ (امام کسانى)

اللہ تعالیٰ ”قرآن کریم“ میں ارشاد فرماتا ہے:

”مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ.“

”جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔“

شان نزول:

”تفسیر کبیر“ و ”عزیزی“ و ”روح البیان“ وغیرہ نے طبرانی اور ”بیہقی“ ”مسند امام احمد“ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو فدک کے یہود کی جماعت ایک اپنے سردار عبداللہ ابن صوریہ کو لے کر امتحان کی غرض سے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی ابن صوریہ بولا کہ ہماری کتابوں میں نبی آخر الزمان کی چند علامتیں لکھی ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ وہ علامات دیکھیں فرمایا تحقیق کرو وہ بولا بتائیے آپ کے سونے کا کیا حال ہے؟

فرمایا ہماری آنکھیں سوتی ہیں، دل بیدار رہتا ہے بولا آپ نے سچ کہا۔ آخری نبی کی یہ علامت ہے پھر بولا اچھا چند باتیں دریافت کرتا ہوں جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

فرمایا پوچھو:

پوچھا کیا وجہ ہے کہ بچہ کبھی ماں کے ہم شکل ہوتا ہے اور کبھی باپ کے۔

فرمایا کہ بچہ ماں اور باپ دونوں کی منی سے بنتا ہے مگر ان میں سے جس کی منی اوپر ہے یا جس کی منی رجم میں پہلے داخل ہو یا جس کی منی زیادہ غالب ہو بچہ اس کی شکل پر پیدا ہوتا ہے۔

بولا بہت ٹھیک۔

اچھا بتائیے کہ بچے کا کون سے عضو باپ کی منی سے؟

فرمایا:

”ہڈی اور پٹھے باپ کی منی سے اور گوشت، خون، بال اور ناخن ماں کی منی سے۔“

بولا بالکل سچ ہے۔

اچھا بتائیے کہ جنتیوں کو جنت میں پہلے کون سی غذا دی جائے گی۔

گی۔

فرمایا:

”مچھلی اور بیل کا گوشت، بعض روایات میں ہے کہ زمین کی روٹی۔“

بولا ٹھیک ہے۔

بتائیے کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اوپر کون سی غذا حرام کی تھی؟

فرمایا:

”ان کو عرق النساء کی بیماری تھی، آپ نے نذرمانی کہ خداوند اگر مجھے اس بیماری سے نجات دے دے تو میں اپنی مرغوب غذا یعنی اونٹ کا گوشت اور دودھ اپنے اوپر حرام کر لوں گا۔“

بولا آپ کی تمام باتیں بالکل سچی ہیں۔ بس ایک بات اور بتا دیجئے تو میں اپنے جماعت کے ساتھ آپ پر ایمان لے آؤں گا، آپ پر وحی کون لاتا ہے؟ آپ کا رفیق اور نمکسار کون سا فرشتہ ہے؟

فرمایا:

”حضرت جبرائیل (علیہ السلام) یہی سارے پیغمبروں پر وحی لاتے تھے اور یہی ان کے بھی رفیق تھے۔“

بولا بس ہم ایمان نہ لائیں گے۔

فرمایا کیوں؟

بولا:

”کہ جبرائیل تو یہود کا پرانا دشمن ہے، اگر میکائیل قرآن لائے ہوتے تو ہم ایمان لے آتے۔“

فرمایا:

اس نے تم سے کیا دشمنی کی؟

بولا:

”ایک دشمنی نہیں بیسیوں، رسالت ہمارے خاندان میں تھی، اب انہی نے یہ عہدہ بنی اسلمیل کو دے دیا۔“

اس آیت اور جو میں نے خطبہ میں ذکر کی دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کا انکار کفر ہے۔

نوٹ:

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے دشمنی اللہ تعالیٰ سے دشمنی ہے، اور اسکے بندوں سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہے۔

جب کفار قریش نے کہا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انکے رؤ میں ارشاد فرمایا:

”بَلْ هُوَ عَبْدٌ مُّكْرَمُونَ“

”بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندے ہیں۔“

فائدہ:

”عبد“ کا اطلاق نورانی مخلوق پر بھی ہو سکتا ہے۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”شفاء شریف“ میں

فرماتے ہیں:

”مَنْ سَبَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ قُتِلَ“

”جو اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتوں کو برا بھلا کہے اس کو قتل کر دیا

جائے گا۔“

اور اسی ”شفاء شریف“ میں ایک اور جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں:

”مَنْ شَتَمَ مَلَكًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ“

”فرشتوں میں سے جو کسی بھی فرشتے کو گالی دے تو اس پر

قتل ہے۔ (یعنی قتل کیا جائے)

فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایسی معزز مخلوق ہیں جو

صرف اور صرف اطاعت اور خیر پر مامور ہیں اور گناہ سے معصوم ہیں

۔ اور وہی کام کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکو حکم دیا جاتا ہے۔

جیسا کہ ”قرآن کریم“ میں ارشاد خداوندی ہے:

”وَفَعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ“

”اور فرشتے وہی کام کرتے ہیں جو انکو حکم دیا جاتا ہے۔

(یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔

نوٹ:

اس آیت سے ان شیعوں کا رد ہوتا ہے کہ جن کا عقیدہ ہے

کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام وحی لے کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تھے لیکن راستے میں بھول کر پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی لے کر چلے گئے۔

”شفاء شریف“ میں امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

”وہ شخص جس کا عقیدہ ہو کہ اصل نبی حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ تھے حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطا واقع

ہوئی۔ تو اس شخص پر توبہ واجب ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل

کر دیا جائے گا۔“

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے بارے میں ارشاد

فرماتا ہے:

”لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَخْسِرُونَ“

”فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے نہ انکار کرتے ہیں اور نہ

ہی اس میں سُستی کرتے ہیں۔“

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ“

”وہ تکلم میں جلدی نہیں کرتے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پہ عمل

کرتے ہیں۔“

التماس:

میں اپنے مسلمان بھائیوں سے التماس کرتا ہوں جو لوگوں کو

ہسانے کیلئے ایسے لطیفے سناتے ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ یا فرشتوں کی

گستاخی اور بے ادبی ہوتی ہو۔ ایسے لطیفوں بلکہ ہر قسم کے لطیفوں سے

باز آنا چاہئے۔

# مودودی نظریات

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کو تنقیص کا نشانہ بنایا ہے۔ چنانچہ خود مسٹر مودودی نے ایک مقام پر اپنی اسی عادت بد کے بارے میں لکھا ہے۔  
 ”اب شاہ ولی اللہ صاحب اور مجدد سرہندی رحمہما اللہ تعالیٰ کے دعووں کو لیجئے۔ میں اس لحاظ سے بہت بدنام ہوں کہ اکابر سلف کو معصوم نہیں مانتا اور ان کے صحیح کو صحیح کہنے کے ساتھ ان کے غلط کو غلط بھی کہہ گزرتا ہوں..... اس لئے خواہ کوئی کچھ کہا کرے، میں تو یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ان دونوں بزرگوں کا اپنے مجدد ہونے کی خود تصریح کرنا اور بار بار کشف والہام کے حوالہ سے اپنی باتوں کو پیش کرنا ان کے چند غلط کاموں میں سے ایک ہے۔“ (۱)

کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ:

”ذات کی چھپکلی شہتیروں سے چھپے۔“

مسٹر مودودی ان بزرگوں کے کسی کام کو غلط کہنے سے پہلے ذرا اپنی حیثیت بھی تو دیکھ لے کہ وہ چیز کیا ہے؟ ایک وقت تھا جب یہی مسٹر مودودی پینٹ شرٹ اور ٹائی پہنتا تھا اور اس کی داڑھی بھی نہیں تھی یہی وجہ ہے کہ مرتے وقت مسٹر مودودی امریکہ میں اپنے آقاؤں کی گود میں تھا۔

لیکن جب مودودی پر تنقید ہوتی ہے تو یوں چلا اٹھتا ہے۔

”حال میں اس کتاب (تجدید و احیائے دین) کو فتنہ جو حضرات نے خاص طور پر اپنی عنایات کا ہدف بنایا ہے۔“ (۲)

مسٹر مودودی کو ہدف تنقید بنانے والے فتنہ جو ہیں تو اکابرین

مسٹر مودودی کی جماعت کی طرف سے عام طور پر یہ سننے کو ملتا ہے کہ اگر پاکستان میں اسلام کے حوالے سے کسی کا نام لیا جا سکتا ہے تو وہ مسٹر مودودی ہے۔ آجکل مسٹر مودودی کی جماعت نے اخبارات میں پروپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے کہ کسی طرح ان کے پیشوا مودودی کو اسلام میں مجدد کا مقام حاصل ہو جائے۔ اس کا ثبوت نوائے وقت 22 ستمبر 2010ء کی اشاعت خاص میں مسٹر مودودی کے بارے میں شائع ہونے والی تحریر ہے جس میں انتہائی مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے مسٹر مودودی کو مجدد اور مجتہد تک لکھا گیا ہے۔ حافظ محمد ادریس نے لکھا ہے۔

سیّد مودودی کی 31 ویں برسی کے موقع پر خصوصی تحریر

مجدد دوراں مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی

محمد فاروق چوہان نے لکھا ہے۔

”ایسے پر آشوب دور میں ملت اسلامیہ کو سیّد ابوالاعلیٰ مودودی کی شکل میں ایک ایسا مجتہد ملا کہ جس نے نہ صرف اسلام کے مستقبل کی صورت گری کی بلکہ عصر حاضر کے فتنوں کی بھی سرکوبی کی اور اسے علمی دنیا میں بے اثر اور بے وقعت بنا کر رکھ دیا۔“

حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مسٹر مودودی نے اپنی تحریروں کے ذریعے نئے فتنوں کے لیے دروازے کھول دیے ہیں۔ شاید ہی دنیا میں کوئی ایسا ہو جو مسٹر مودودی کی تنقید سے بچا ہو ورنہ مسٹر مودودی نے

۱: ضمیمہ تجدید و احیائے دین، صفحہ ۱۰۶ اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔ ایڈیشن نومبر ۲۰۰۲ء

۲: دیباچہ تجدید و احیائے دین، صفحہ ۱۱ اسلامک پبلیکیشنز لاہور

امت کو ہدف تنقید بنانا والا مسٹر مودودی فتنہ جو کیوں نہیں ہے؟ دوسروں کو تنقید کرنا موقع تو خود مسٹر مودودی نے دیا ہے۔ نہ مودودی اکابرین امت کو تنقید کا نشانہ بناتا اور نہ اسے خود تنقید کا نشانہ بنانا پڑتا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر اپنی برہمی کا اظہار یوں کرتا ہے۔ ”یہ کوئی (یعنی اکابرین امت کی شان میں بے ادبی) فقہ و کلام کا کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ دارالافتاؤں سے اس کے متعلق کوئی رائے بصورت فتویٰ صادر کی جائے۔“ (۱)

مسٹر مودودی گویا یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ دوسروں کو بے شک ہدف تنقید بنائے لیکن اسے کوئی بھی پوچھنے والا نہیں ہونا چاہیے۔ عقل کے اندھے! ایسے موقع پر علماء کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ فتویٰ صادر کریں تاکہ مخلوق گمراہی سے بچ جائے۔ اگر مخلوق گمراہ ہو جائے اور علماء خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہیں تو اس کا وبال کس پر ہوگا، آخر علماء کا اور کام کیا ہے؟

اوپر نوائے وقت کے حوالے سے لکھا ہے، ”سید مودودی کی 31 ویں برسی۔“

مودودی کے ہاں برسی کی کیا حیثیت ہے، ملاحظہ فرمائیے۔ ”ایک طرف مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ، زیارات، نیاز، نذر، عرس، صندل، چڑھاوے، نشان، علم، تعزیے اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کر لی گئی۔ دوسری طرف بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی ولادت و وفات، ظہور و غیاب، کرامات و خوارق، اختیارات و تصرفات، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے تقرب کی کیفیات کے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہو گئی جو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان کے یہاں اہلکار علانیہ اللہ، دیوتا، اوتار یا ابن اللہ کہلاتے ہیں، اور یہ انھیں غوث، قطب، ابدال، اولیاء اور اہل اللہ وغیرہ الفاظ کے پردوں میں چھپاتے ہیں۔“ (۲)

مودودی صاحب کے ہاں تو برسی بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے لگا کھاتی ہے۔ تو پھر یہ جماعت اسلامی والے مودودی کی برسی جیسے (بقول مودودی غیر اسلامی) فعل کے مرتکب کیوں ہوئے ہیں؟

مسٹر مودودی کی انبیاء کی شان میں گستاخیاں: مسٹر مودودی حضرت نوح علیہ السلام کی شان میں یوں گستاخی کرتا ہے۔

”اصل بات یہ ہے کہ انبیاء بھی انسان ہی ہوتے ہیں، اور کوئی انسان بھی اس پر قادر نہیں ہو سکتا کہ ہر وقت اس بلند ترین معیار کمال پر قائم رہے جو مومن کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ (یعنی جو معیار مومن کے لئے مقرر کیا گیا ہے ضروری نہیں کہ کوئی بھی اس پر ہر وقت قائم رہے بلکہ وہ اس معیار سے گربھی سکتا ہے۔ مودودی نے یہ بات حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں کہی ہے۔ نعوذ باللہ بسا اوقات کسی نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اعلیٰ و اشرف انسان بھی تھوڑی دیر کے لئے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ لیکن جو نبی اسے یہ احساس ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے احساس کرا دیا جاتا ہے کہ اس کا قدم معیار مطلوب (یعنی ایمان کے معیار) سے نیچے جا رہا ہے، وہ فوراً توبہ کرتا ہے اور اپنی غلطی کی اصلاح کرنے میں ایک لمحہ کے لئے بھی تامل نہیں ہوتا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اخلاقی رفعت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ ابھی جان جوان بیٹا آنکھوں کے سامنے غرق ہوا ہے اور اس نظارہ سے کلیجہ منہ کو آ رہا ہے، لیکن جب اللہ تعالیٰ انھیں متنبہ فرماتا ہے کہ جس بیٹے نے حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا اس کو محض اس لئے اپنا سمجھنا کہ وہ تمہاری صلب سے پیدا ہوا ہے محض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے۔“ (۳)

عصمت انبیاء اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسٹر مودودی کا نظریہ ملاحظہ فرمائیے۔

۱: تجدید و احیائے دین، صفحہ ۳۰ اسلامک پبلیکیشنز لاہور

۲: تجدید و احیائے دین، صفحہ ۱۸ اسلامک پبلیکیشنز لاہور

۳: تفہیم القرآن، جلد ۲، صفحہ ۳۲۴، سورہ ہود، حاشیہ ۵۰ ادارہ ترجمان القرآن لاہور

”نبی کے معصوم ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فرشتوں کی طرح اس سے بھی خطا کا امکان سلب کر لیا گیا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب دراصل یہ ہے کہ نبی اول تو دانستہ نافرمانی نہیں کرتا اور اگر اس سے غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس غلطی پر قائم نہیں رہنے دیتا۔

پھر یہ بات بھی لائق غور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جو نافرمانی سرزد ہوئی تھی وہ منصب کے نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے کی ہے اور قبل نبوت کسی نبی کو وہ عصمت حاصل نہیں ہوتی جو نبی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ (مسٹر مودودی صاحب تو مرکٹھی میں مل چکے ہیں۔ مودودی ٹولے سے کہنا یہ ہے کہ نبی کو عالم اجسام میں آنے کے بعد نبوت عطا نہیں کی جاتی بلکہ نبی عالم ارواح میں بھی نبی ہی ہوتا ہے، وہ تو صرف اپنی نبوت کا اعلان کرتا ہے جب اسے تعالیٰ کی طرف سے نبوت کا اعلان کرنے کا حکم ہوتا ہے) نبی ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا کہ انھوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا۔ چنانچہ جب فرعون نے ان کو اس فعل پر ملامت کی تو انھوں نے بھرے دربار میں اس بات کا اقرار کیا کہ:

”فَعَلْتُهَا اِذْ وَاَنَا مِنَ الضَّالِّينَ.“ (الشعراء: ۲)

یعنی یہ فعل مجھ سے اس وقت سرزد ہوا تھا جب راہ ہدایت مجھ پر نہ کھلی تھی (ہدایت کی ضد گمراہی ہے۔ گویا مسٹر مودودی کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام پہلے گمراہ تھے بعد میں ہدایت ملی)۔“ (نعوذ باللہ (۱))

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

”موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی۔“ (۲)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو قتل کے ارادہ

سے گھونسا نہیں مارا تھا بلکہ آپ نے اسے تادیب کے لئے گھونسا مارا تھا۔ اس شخص کی قضا آئی ہوئی تھی گھونسا برداشت نہ کر سکا اور مر گیا۔ اسی کے بارے میں موسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ مجھے اس بات کی خبر نہ تھی کہ وہ میرے گھونسنے سے مر جائے گا۔ لیکن مسٹر مودودی کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام اعلان نبوت سے پہلے گمراہ تھے۔ نعوذ باللہ

مسٹر مودودی کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اعلان نبوت سے پہلے اس بات کہ بھی خبر نہیں تھی کی کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

”مَا كُنْتُ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْاِيْمَانُ.“

”تم کچھ نہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔“ (۳)

”تمہیں کچھ پتا نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔“ (۴)

”وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ.“

”اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی۔“ (۵)

اللہ تعالیٰ کے نبی یوسف علیہ السلام کے لئے ”چر چگ لے گا“ کے الفاظ کا استعمال بھی مسٹر مودودی کے ہاں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

آیت ”اَرْسَلْنَاهُ مُعَاوِدًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ.“ (سورہ یوسف: ۱۲) کا ترجمہ مسٹر مودودی نے یوں کیا ہے:

”کل اسے (حضرت یوسف علیہ السلام) ہمارے ساتھ بھیج دیجئے، کچھ چر چگ لے گا اور کھیل کود سے بھی دل بہلائے گا۔“ (۶)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخیاں: مسٹر مودودی اس قدر بے باک تھا کہ اس نے صحابہ کرام

۱: رسائل و مسائل، حصہ اول، صفحہ ۲۲ اسلامک پبلیکیشنز لاہور، اشاعت جولائی ۲۰۰۰ء

۲: ”کنز الایمان“

۳: ”الشوری“: ۵

۴: رسائل و مسائل، حصہ اول، صفحہ ۲۰ اسلامک پبلیکیشنز لاہور، تقسیم القرآن، جلد ۴، صفحہ ۵۱۷ ادارہ ترجمان القرآن لاہور

۵: تقسیم القرآن، جلد ۲، صفحہ ۳۷۲ ادارہ ترجمان القرآن لاہور

۶: تقسیم القرآن، جلد ۲، صفحہ ۳۸۷ ادارہ ترجمان القرآن لاہور

عَلَيْهِمُ السَّلَامُ جیسی مقدس ہستیوں کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا حضرت عثمان ذوالنورین رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں مسٹر مودودی کا نظریہ ملاحظہ فرمائیے۔

”پھر زمام قیادت حضرت عثمان رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف منتقل ہوئی اور ابتداء چند سال تک وہ پورا نقشہ ہمارا جو نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے قائم کیا تھا۔ مگر ایک طرف حکومت اسلامی کی تیز رفتار وسعت کی وجہ سے کام روز بروز زیادہ سخت ہوتا جا رہا تھا اور دوسری طرف حضرت عثمان جن پر اس کا عظیم کا بار رکھا گیا تھا، ان تمام خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر پیش روؤں کو عطا ہوئی تھیں اس لئے ان کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلام کے نظام اجتماعی کے اندر گھس آنے کا موقع مل گیا۔“ (نعوذ باللہ (۱))

مسٹر مودودی کی اس عبارت پر جب اعتراض کیا گیا تو مسٹر مودودی برہم ہو گئے۔ اور اس عبارت کی یوں تاویل کی۔

”بعض مفتیان کرام نے اس فقرے سے حضرت عثمان رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی توہین کا پہلو نکالا ہے۔ حالانکہ میرا مدعی صرف یہ ہے کہ حضرت عثمان رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ میں بعض اُن اوصاف حکمرانی کی کمی تھی جو سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم میں بدرجہ کمال پائے جاتے تھے۔ یہ تاریخ کا مسئلہ ہے جس کے بارے میں تاریخ کے طالب علم مختلف رائیں ظاہر کر سکتے ہیں۔ یہ کوئی فقہ و کلام کا مسئلہ نہیں ہے کہ دارالافتاؤں سے اس کے متعلق کوئی رائے بصورت فتویٰ صادر کی جائے۔“ (۲)

مسٹر مودودی نے جان چھڑانے کیلئے یہ جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ دوسری جگہ اس نے حضرت عثمان ذوالنورین پر واضح الفاظ میں تنقید کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

”لیکن ان کے بعد حضرت عثمان رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ جا شین

ہوئے تو رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے۔ انھوں نے پے درپے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کئے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراض بن کر رہیں۔“ (۳)

”حضرت عثمان کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا، اور غلط کام بہر حال غلط ہے، خواہ وہ کسی نے کیا ہو۔ اس کو خواہ مخواہ کی سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا نہ عقل و انصاف کا تقاضا ہے، اور نہ ہی دین کا یہ مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ مانا جائے۔“ (۴)

جی ہاں۔ مودودی صاحب بھی معصوم نہیں ہیں کہ انھیں کسی بھی قسم کی تنقید سے بالا تر سمجھا جائے۔ باقی رہی بات غلط کام کے غلط ہونے کی تو مودودی نے کسی کو چھوڑا ہی کب ہے کہ جس کے ”غلط کاموں“ کی فہرست مرتب نہ کی ہو۔

اوروں کے عیب بے شک ڈھونڈتا رہ رات دن چشم عبرت سے کبھی اپنی بھی سیاہ کاری کو دیکھ

حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں مسٹر مودودی نے اپنی رافضیت کا ثبوت یوں دیا ہے۔

”امام زہری کی روایت ہے کہ رسول اللہ اور چاروں خلفائے راشدین کے عہد میں سنت یہ تھی کہ نہ کافر مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے، نہ مسلمان کافر کا۔ حضرت معاویہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے زمانہ حکومت میں مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیا اور کافر کو مسلمان وارث قرار نہ دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے آکر اس بدعت کو موقوف کیا۔ (گویا مسٹر مودودی کے ہاں حضرت معاویہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ حضور عَلَیْہِ السَّلَام کی سنت کے مقابل بدعت کے موجد تھے۔ نعوذ باللہ مگر ہشام بن عبدالملک نے اپنے خاندان کی روایت کو پھر بحال کر دیا۔“ (۵)

۱: تجدید و احیائے دین، صفحہ ۲۹ اسلامک پبلیکیشنز لاہور

۲: خلافت و ملوکیت، صفحہ ۳۰ اسلامک پبلیکیشنز لاہور

۳: خلافت و ملوکیت، صفحہ ۱۰۶ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔ ایڈیشن ۲۰۰۵ء

۴: خلافت و ملوکیت، صفحہ ۱۱۶ ادارہ ترجمان القرآن لاہور

۵: خلافت و ملوکیت، صفحہ ۱۴۳ ادارہ ترجمان القرآن لاہور



مسٹر مودودی کے نزدیک حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنت رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بدل دیا۔

”دیت کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنت کو بدل دیا۔ سنت یہ تھی کہ معاہدہ کی دیت مسلمان کے برابر ہو گی، مگر حضرت معاویہ نے اس کو نصف کر دیا اور باقی نصف خود دینی شروع کر دی۔“ (۱)

مسٹر مودودی کے نزدیک حضرت معاویہ اور ان کے گورنران کے حکم سے عین روضہ نبوی کے سامنے منبر رسول پر بیٹھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیتے تھے اور ان کا یہ فعل غیر اخلاقی اور سخت گھناؤنا تھا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

”ایک نہایت مکروہ بدعت جو حضرت معاویہ کے عہد میں شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر، خطبوں میں برسر منبر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علی کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔“ (۲)

”مالی غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی صریح خلاف ورزی کی۔ کتاب و سنت کی رو سے پورے مالی غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل ہونا چاہیے اور باقی حصے اس فوج میں تقسیم کئے جانے چاہئیں جو لڑائی میں شریک ہوئی ہو۔ لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ مالی غنیمت میں سے چاندی سونا ان کیلئے الگ نکال لیا جائے،

پھر باقی مال شرعی قاعدے کے مطابق تقسیم کیا جائے۔“ (۳)

”زیاد بن سمیہ کا استخلاق بھی حضرت معاویہ کے ان افعال میں سے ہے جن میں انھوں نے سیاسی اغراض کے لئے شریعت کے ایک مسلم قاعدے کی خلاف ورزی کی تھی..... ان کے بعد حضرت معاویہ نے اس کو اپنا حامی و مدگار بنانے کیلئے اپنے والد ماجد (حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زنا کاری پر شہادتیں لیں اور اس کا ثبوت بہم پہنچایا کہ زیاد انہی کا ولد الحرام ہے۔ پھر اسی بنیاد پر اسے اپنا بھائی اور اپنے خاندان کا فرد قرار دے دیا۔ یہ فعل اخلاقی حیثیت سے جیسا کچھ مکروہ ہے وہ تو ظاہر ہی ہے، مگر قانونی حیثیت سے بھی صریح ناجائز فعل تھا، کیونکہ شریعت میں کوئی نسب زنا سے ثابت نہیں ہوتا..... حضرت معاویہ نے اپنے گورنروں کو قانون سے بالاتر قرار دیا اور ان کی زیادتیوں پر شرعی احکام کے مطابق کاروائی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔“ (۴)

”حضرت معاویہ کے عہد میں سیاست کو دین پر بالا رکھنے اور سیاسی اغراض کے لئے شریعت کی حدیں توڑ ڈالنے کی جوابدہ ہوئی تھی، ان کے اپنے نامزد کردہ جانشین یزید کے عہد میں وہ بدترین نتائج تک پہنچ گئی تھی۔“ (۵)

”بلاشبہ ہمارے لئے رسول اللہ کے تمام صحابہ واجب الاحترام ہیں، اور بڑا ظلم کرتا ہے وہ شخص جو ان کی کسی غلطی کی وجہ سے ان کی ساری خدمات پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کے مرتبے کو بھول کر گالیاں دینے پر اتر آتا ہے۔

مگر یہ بھی کچھ کم زیادتی نہیں ہے کہ اگر ان میں سے کسی نے کوئی غلط کام کیا ہو تو ہم محض صحابیت کی رعایت سے اس کو ”اجتہاد“ قرار دینے کی کوشش کریں۔“ (۶)

- ۱: خلافت و ملوکیت، صفحہ ۱۷۳ ادارہ ترجمان القرآن لاہور
- ۲: خلافت و ملوکیت، صفحہ ۱۷۴ ادارہ ترجمان القرآن لاہور
- ۳: خلافت و ملوکیت، صفحہ ۱۷۴ ادارہ ترجمان القرآن لاہور
- ۴: خلافت و ملوکیت، صفحہ ۱۷۵ ادارہ ترجمان القرآن لاہور
- ۵: خلافت و ملوکیت، صفحہ ۱۷۶ ادارہ ترجمان القرآن لاہور
- ۶: خلافت و ملوکیت، صفحہ ۱۷۳ ادارہ ترجمان القرآن لاہور

بزرگانِ دین رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی کی شان میں گستاخیاں:  
عمر ثانی حضرت عمر بن عبد العزیز رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی کی شان میں  
مودودی کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔

”تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی  
مجددِ کامل پیدا نہیں ہوا ہے۔ قریب تھا کہ عمر بن عبد العزیز اس منصب  
پر فائز ہو جاتے، مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ ان کے بعد جتنے مجدد پیدا ہوئے  
ان میں سے ہر ایک نے کسی خاص شعبے یا چند شعبوں ہی میں کام کیا۔  
مجددِ کامل کا مقام ابھی تک خالی ہے۔“ (۱)

امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی خدمات میں نقص نکالتے  
ہوئے مسٹر مودودی نے جو لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

”امام غزالی کے تجدیدی کام میں علمی و فکری حیثیت سے  
چند نقائص بھی تھے اور وہ تین عنوانات پر تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔ ایک قسم  
ان نقائص کی جو حدیث کے علم میں کمزور ہونے کی وجہ سے ان کے کام  
میں پیدا ہوئے، دوسری قسم ان نقائص کی جو ان کے ذہن پر عقلیات  
کے غلبہ کی وجہ سے تھے۔ اور تیسری قسم ان نقائص کی جو تصوف کی طرف  
ضرورت سے زیادہ مائل ہونے کی وجہ سے تھے۔“ (۲)

امام ربانی مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی  
رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی کے تجدیدی کام میں نقص نکالتے ہوئے مسٹر مودودی نے  
یوں لکھا ہے۔

”پہلی چیز جو مجھ کو حضرت مجدد الف ثانی کے وقت سے شاہ  
صاحب (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی) اور ان کے خلفاء تک  
کے تجدیدی کام میں کھٹکی ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے تصوف کے بارے  
میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ نہیں لگایا اور نادانستہ ان کو پھر وہی  
غداے دی جس سے مکمل پرہیز کرانے کی ضرورت تھی۔“ (۳)

مسٹر مودودی کے نزدیک جو شخص مسلمان کے گھر پیدا ہوا

ہے وہ حقیقتاً مسلمان نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

”جہالت کے ساتھ مسلمان ہونا اور مسلمان رہنا غیر ممکن  
ہے۔ ہر شخص جو مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہے، جس کا نام مسلمانوں کا ہے،  
جو مسلمانوں کے سے کپڑے پہنتا ہے اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے،  
حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہے۔ بلکہ مسلمان درحقیقت وہ شخص ہے  
جو اسلام کو جانتا ہو اور پھر جان بوجھ کر اس کو ماننا ہو۔“ (۴)

یہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔  
”جو اسمبلیاں یا پارلیمنٹیں موجودہ زمانہ کے جمہوری اصول  
پر مبنی ہیں ان کی رکنیت حرام ہے، اور ان کے لئے ووٹ دینا بھی حرام  
ہے۔“ (۵)

لیکن آجکل مودودی ٹولہ اسمبلیوں کی رکنیت کے لئے کافی  
سرگرم نظر آتا ہے۔ جس کام کو مودودی نے حرام قرار دیا تھا وہی آج کل  
اس کی جماعت کا منشور ہے اس سلسلے میں قاضی حسین احمد، منور حسن،  
لیاقت بلوچ وغیرہ کا کردار دیکھ لیں۔ اس سے اس حقیقت تک پہنچنے  
میں دیر نہیں لگے گی کہ مسٹر مودودی کی موجودہ جماعت جسے جماعت  
اسلامی کہا جاتا ہے دراصل جماعت غیر اسلامی اور منافقت پر مبنی ہے۔

مسٹر مودودی کے نزدیک سرزمین عرب جاہلیت کے قریب  
پہنچ چکی ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

”عباسیوں کے دور سے لیکر عثمانیوں کے دور تک ہر زمانے  
کے بادشاہ اپنی سیاسی اغراض کی خاطر عرب کو ترقی دینے کی بجائے  
صدیوں سے پیہم گرانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ انھوں نے عرب  
کو علم، اخلاق، تمدن، ہر چیز کے اعتبار سے پستی کی انتہا تک پہنچا کر  
چھوڑا ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ وہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور تمام  
عالم میں پھیلا تھا، آج اُسی جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں وہ

۱: تجدید و احیائے دین، صفحہ ۳۹ اسلامک پبلیکیشنز لاہور

۲: تجدید و احیائے دین، صفحہ ۵۲ اسلامک پبلیکیشنز لاہور

۳: تجدید و احیائے دین، صفحہ ۸۸ اسلامک پبلیکیشنز

۴: خطبات، صفحہ ۳۰ اسلامک پبلیکیشنز لاہور، اشاعت جنوری ۲۰۰۹ء

۵: رسائل و مسائل، حصہ اوّل، صفحہ ۲۹۰ اسلامک پبلیکیشنز لاہور

مسٹر مودودی کی تحریروں کو پڑھنے کے بعد آدمی اس نتیجے تک پہنچ جاتا ہے کہ مسٹر مودودی مجدد ضرور ہے۔ لیکن مجددین نہیں بلکہ مجددِ شیطانیت۔

مسٹر مودودی کی انہی غیر اسلامی کاروائیوں کی وجہ سے اس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا کہ مودودی جس مرض میں مرا ہے وہ ایسی لاعلاج بیماری تھی کہ اس سے پہلے ایسی بیماری کسی کو نہیں ہوئی تھی۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ یہ کوئی نئی بیماری ہے اور اگر مودودی امریکہ کے ہسپتال کی بجائے دنیا کے کسی اور ہسپتال میں زیر علاج ہوتا تو اس بیماری کا پتا بھی نہ چلتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عوام الناس کو ایسے لوگوں کے غیر اسلامی ہتھکنڈوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

اسلام سے پہلے مبتلا تھی۔ اب نہ وہاں اسلام کا علم ہے، نہ اسلامی اخلاق ہیں، نہ اسلامی زندگی ہے۔ لوگ دُور دُور سے بڑی گہری عقیدتیں لیے ہوئے حرمِ پاک کا سفر کرتے ہیں، مگر اس علاقہ میں پہنچ کر جب ہر طرف ان کو جہالت، گندگی، طمع، بے حیائی، دنیا پرستی، بد اخلاقی، بد انتظامی اور عام باشندوں کی ہر طرح گری ہوئی حالت نظر آتی ہے تو ان کی توقعات کا سارا طلسم پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے۔

حتیٰ کہ بہت سے لوگ حج کر کے اپنا ایمان بڑھانے کی بجائے اور اُلٹا کچھ کھواتے ہیں۔ وہی پرانی مہنت گری جو حضرت ابراہیم واسمعیل علیہما السلام کے بعد جاہلیت کے زمانے میں کعبہ پر مسلط ہو گئی تھی اور جسے رسول اللہ نے آ کر ختم کیا تھا، اب پھر تازہ ہو گئی ہے۔ حرمِ کعبہ کے منتظم پھر اسی طرح مہنت بن کر بیٹھ گئے ہیں۔ خدا کا گھر ان کیلئے جائداد اور حج ان کے لئے تجارت بن گیا ہے۔“ (۱)

اس عبارت میں حج بیت اللہ جیسے اسلام کے عظیم رُکن کا مذاق اُڑایا گیا ہے اور اسے مہنت گری کہا گیا ہے شاید اسی پھٹکار کی وجہ سے مسٹر مودودی کو ساری زندگی حج بیت اللہ شریف کی توفیق نہیں ہوئی۔ یہ خطبہ ۱۹۳۸ء کا ہے جس میں کنگ سعود کی سعودی حکومت کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا لیکن بعد میں مسٹر مودودی نے یہودیانہ تحریف کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس عبارت کو بدل دیا۔

پہلی عبارت یوں ہے۔

”نالائق حکمران اپنے دین کے مرکز میں رہنے والوں کو ترقی دینے کی بجائے صدیوں سے گرانے کی پیہم کوشش کرتے رہے ہیں۔“  
موجودہ عبارت یوں ہے۔

”عباسیوں کے دور سے لیکر عثمانیوں کے دور تک ہر زمانے کے بادشاہ اپنی سیاسی اغراض کی خاطر عرب کو ترقی دینے کی بجائے صدیوں سے پیہم گرانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔“

عبارت کا متن بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ یہ خطبہ موجودہ حالات کو سامنے رکھ کر دیا گیا ہے اور اُس وقت موجودہ حالات میں حکومت سعودیوں کے پاس تھی۔





الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَالِي آلِكَ وَأَصْحَابِكَ سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ

# علی عبداللہ جیولرز

سرپرست اعلیٰ

حاجی محمد ایوب منگا



علی رضامنگا

0333.8499084

پروپرائٹرز:

اورنگزیب منگا

0333.8496721

پروپرائٹرز:

امپورٹڈ ورائٹی کیلئے تشریف لائیں

ڈائمنڈ کی ورائٹی کیلئے تشریف لائیں

حیدر گولڈ پلازہ، صرافہ بازار، گجرات Ph:053.3511327